قصّۂ بے نظیر

سلسلۂ یوسفیہ

شمارہ (۴)

قصۂ بے نظیر

سنہ ۱۱۵۵ھ

از

صنعتی

مرتبۂ

عبدالقادر سروری ایم اے۔ ال ال بی

لکچرار اردو جامعۂ عثمانیہ

سنہ ۱۳۵۷ھ

مجلسِ اشاعتِ دکنی مخطوطات

سرپرست

عالی جناب نواب سالار جنگ بہادر

(۱) مولوی سید محمد اعظم صاحب ام اے۔ بی۔ ایس سی۔ (کینٹب) پرنسپل سٹی کالج صدر

(۲) ڈاکٹر سید محی الدین قادری صاحب ام اے۔ پی، ایچ، ڈی (ریڈر اردو جامعہ عثمانیہ) نائب صدر

(۳) مولوی مرزا حسین علی خاں صاحب بی اے (آنرز) پروفیسر انگریزی پرووسٹ جامعہ عثمانیہ رکن

(۴) مولوی عبدالمجید صاحب صدیقی ام اے۔ ال ال بی۔ (لکچرار تاریخ جامعہ عثمانیہ) رکن

(۵) مولوی عبدالقادر سروری صاحب ام اے۔ ال ال بی (لکچرار اردو جامعہ عثمانیہ)...رکن

(۶) مولوی سید محمد صاحب ام اے۔........ (لکچرار اردو سٹی کالج) معتمد

(۷) مولوی میر سعادت علی صاحب ام اے۔.......... شریک معتمد
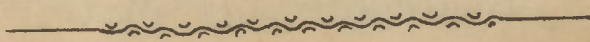
اُردو یا ہندستانی کی ابتدائی تاریخ اور اس کے قدیم شعرا و مُصنفین کے حالات و مقالات
ایک عرصۂ دراز تک بالکل تاریکی میں رہے اور عام طور پر یہی سمجھا جاتا تھا کہ وؔلی اورنگ آبادی
جو گیارویں صدی ہجری کے رُبع آخر میں گزرے ہیں، اس زبان کے سب سے پہلے شاعر تھے
بلکہ بعض متاخر تذکرہ نویسوں نے ان کے کلام کو بھی جس میں قدیم زبان کی بہت زیادہ جھلک
پائی جاتی تھی، ٹکسال باہر قرار دیکر دِلّی کے ان شعرا کو، جنھوں نے وؔلی کی تقلید میں
فارسی کی بجائے اُردو میں شعر کہنا شروع کیا تھا، اُردو کے اولین شعرا قرار دیا ہے۔
لیکن حالیہ تحقیقات نے اس حقیقت کو روز روشن کی طرح ثابت کر دیا ہے کہ وؔلی اورنگ آبادی
سے کئی سو برس پہلے اُردو زبان کی بُنیاد پڑ چکی تھی، اور دکن کی قدیم اسلامی سلطنت بہمنیہ

کے آخری زمانے میں اور اس کے بعد اسکی جانشین ریاستوں یعنے قطب شاہی اور عادل شاہی کے عہد میں اس زبان نے اس قدر ترقی کرلی تھی کہ نہ صرف عام بول چال اور تبادلۂ خیال کے لئے استعمال کی جاتی تھی بلکہ اس میں نظم ونثر کی متعدد اعلیٰ درجے کی کتابیں بھی لکھی گئیں۔ خصوصاً قطب شاہی اور عادل شاہی خاندانوں کے علم دوست اور سخن گستر بادشاہوں کی خاص سرپرستی نے اسکی ترویج و ترقی کی رفتار بہت ہی تیز کردی، اور انکی شخصی دلچسپی سے جن میں بعض مثلاً محمد قلی قطب شاہ بانئ شہر حیدرآباد خود اعلیٰ درجے کے شاعر تھے، اس زمانے میں بہت سے بلند پایہ شعراء و مصنفین پیدا ہوئے۔ ان ریاستوں کی تباہی کے بعد اردو زبان کی تیز رفتار ترقی ایک عرصے کے لئے کچھ رُک سی گئی، اور پھر سرکار دربار میں کچھ مدت کے لئے فارسی کا دور دورہ قائم ہوگیا، لیکن باوجود شاہی سرپرستی سے محروم ہونے کے اردو زبان اپنی فطری موزونیت کے سبب برابر بڑھتی اور ترقی کرتی رہی اور اور رفتار زمانہ کے ساتھ ساتھ اس میں بہت سی تبدیلیاں ہوتی رہیں۔

اگرچہ محققین کی تحقیقاتی مساعی کی بدولت اردو زبان و ادب کی قدامت مسلّم ہوگئی ہے لیکن ان قدیم شاعروں اور نثر نویسوں کے گراں پایہ ادبی کارنامے جن پر اس زبان کی تمام تر ترقیوں کی بنیاد قایم ہے اور جنکے مطالعے سے ہم نہ صرف اپنے قدما کے افکار و خیالات اور اسالیب بیان سے لطف اندوز ہوسکتے ہیں بلکہ

اپنی گزشتہ عظمت سے بھی آگاہی حاصل کر سکتے ہیں، اب تک گوشۂ گمنامی میں پڑے ہوئے تھے، پیوستہ سال سٹی کالج میں دو صد سالہ جشنِ یادگارِ وَلی کے موقع پر "دکن کے مخطوطات" کی جو نمائش منعقد کی گئی تھی، اس سے معلوم ہوا کہ کتنے ہی انمول جواہر پارے ایسے ہیں جنکی اشاعت سے نہ صرف اُردو ادب کے ذخیرے میں ایک بیش قیمت اضافہ ہوگا، بلکہ ان سے اُردو ادب کی ابتدائی ترقیوں، اس زبان کی عہد بہ عہد تبدیلیوں اور عہد گزشتہ کی تہذیب و تمدن کے متعلق نہایت کارآمد معلومات حاصل ہونگی۔ نیز اس عہد کی کتابوں کے مطالعے سے یہ حقیقت بھی آشکار ہوتی ہے کہ ابتدائی اُردو میں عربی اور فارسی کے الفاظ کے ساتھ ہندی کے الفاظ بھی برابر کے شریک تھے جو بعد کو رفتہ رفتہ زبان سے خارج ہو گئے۔ موجودہ زمانے میں بیرونی زبانوں کے غیر ضروری الفاظ اُردو سے خارج کر کے اس کو خالص ہندستانی بنانے کی جو کوشش کی جارہی ہے اس کے مدنظر بھی ان کتابوں کی اشاعت بہت ہی کارآمد ثابت ہوگی۔ ان کے مطالعے سے اہل ذوق یہ معلوم کر سکیں گے کہ کس طرح ہندی اور سنسکرت کے الفاظ بھی اُردو کی خراد پر چڑھ کر اُردو یا ہندستانی زبان کا جزبن سکتے ہیں۔

حُسنِ اتفاق سے حیدر آباد کے مشہور علم دوست امیر عالی جناب نواب سالار جنگ بہادر مدفیوضہٗ نے بھی جو جشن یادگار ولی کے صدر نشین تھے اس اہم ضرورت کو محسوس فرمایا اور

اپنے خطبۂ صدارت میں بدیں الفاظ توجہ دلائی :-

"اس اہم اور دلچسپ کام کو اس تقریب کے ساتھ ختم نہ ہونا چاہیئے۔ بلکہ مناسب یہ ہے کہ اس دو صد سالہ جشن ولی کی یادگار میں کوئی مستقل کام آغاز کیا جائے۔ میرے خیال میں اس سے بڑھ کر کوئی اچھا کام نہیں ہوسکتا کہ ولی کے معاصرین اور ان سے پہلے کے شاعروں اور صاحبانِ تصانیف کی اردو کتابیں مرتب اور شائع کی جائیں۔ ولی سے پہلے بھی ہمارے ملک میں بڑے بڑے شاعر اور انشاپرداز پیدا ہو چکے ہیں۔ خود طبقۂ فرمانروایان میں محمد قلی قطب شاہ اور علی عادل شاہ بلند پایہ شاعر تھے۔ پھر ان کے دربار کے ملک الشعرا وجہی، غواصی، نصرتی، رستمی وغیرہ ولی سے کم نہ تھے۔ اور چونکہ ولی سے بہت پہلے گزرے ہیں اسلیئے ان کے کلام اور بھی زیادہ قابل قدر ہیں۔ بہرحال اس اہم کام کی تکمیل کے لئے ایک جماعت منتخب کر لینی چاہیئے۔"

نواب صاحب ممدوح نے قدرشناسی سے یہ بھی فرمایا کہ :-

"مسرت کا مقام ہے کہ خود ہمارے ملک میں اب ایسے اصحاب موجود ہیں کہ ان قدیم کتابوں کے کلام اور زبان کو سمجھ کر ان کو جدید طریقوں پر مرتب کر کے

شائع کر سکتے ہیں۔ میں بھی اس مبارک اور اہم کام میں اس جماعت کا ہاتھ

بٹانے تیار رہوں"

چنانچہ نواب صاحب معظم کی اس علمی سرپرستی اور اعانت سے حسب ارشاد گرامی

راقم کی صدارت میں حسب ذیل اصحاب کی ایک کمیٹی "مجلس اشاعت مخطوطات" کے نام سے قائم کیگئی

اور قدیم ادبی جواہر پاروں کا ایک تفصیلی جائزہ لیکر انکی اشاعت کی ابتدائی مراحل طے کیے گئے۔

(۱) ڈاکٹر سید محی الدین قادری صاحب زور ام اے۔ پی ایچ ڈی (ریڈر اُردو جامعہ عثمانیہ) نائب صدر

(۲) مولوی مرزا حسین علی خاں صاحب بی اے (آنرز) (صدر شعبۂ انگریزی جامعہ عثمانیہ) رکن

(۳) مولوی عبد المجید صاحب صدیقی ام اے۔ ال ال بی (لکچرار تاریخ جامعہ عثمانیہ) رکن

(۴) مولوی عبد القادر سروری صاحب ام اے۔ ال ال بی۔ (لکچرار اُردو جامعہ عثمانیہ) رکن

(۵) مولوی سید محمد صاحب ام۔اے۔ .... (لکچرار اُردو سٹی کالج) معتمد

(۶) مولوی میر سعادت علی صاحب رضوی ام۔اے۔ .... شریک معتمد

علمی نقطۂ نظر سے قدیم کتابوں کی اشاعت آسان اور ہر شخص کے بس کا کام نہیں۔

جن لوگوں کو اس سے سابقہ پڑا ہے وہ اچھی طرح اس حقیقت سے واقف ہیں کہ اس کام

میں کس قدر دشواریاں پیش آتی ہیں۔ مختلف نسخوں کے باہمی مقابلے اور تصحیح کے علاوہ

بعض دفعہ ایک ایک لفظ کے لئے کئی کئی روز چھان بین کرنی پڑتی ہے، اور بظاہر یہ مثل

صادق آتی ہے کہ "کوہ کندن و کاہ برآوردن"۔ نسخے اکثر بدخط اور بعض غلط در غلط بھی ہوتے ہیں۔ ان تمام مراحل کو صبر و سکون اور محنت و ہمت سے طے کرنے کے بعد کتاب قابل اشاعت بن سکتی ہے۔ مجلس ہذا کے مستعد اور علم دوست ارکان نے جس محنت اور توجہ سے اس ہفت خوان ادب کو طے کیا ہے وہ انکی مساعی کے نتائج سے ظاہر ہے اور توقع ہے کہ وہ ارباب ذوق کی پسندیدگی حاصل کریں گے۔

ڈاکٹر سید محی الدین قادری صاحب نے سلطان محمد قلی قطب شاہ کے نہایت ضخیم کلیات کی ترتیب کے صبر آزما کام کو اپنے ذمے لینے کے علاوہ مجلس کا مختلف طریقوں پر جو ہاتھ بٹایا ہے اس کا اعتراف نہایت ضروری ہے۔

یہ پیش لفظ نامکمل رہ جائیگا اگر میں عالی جناب نواب سالار جنگ بہادر کی فیاضی سے کہیں زیادہ اس ذاتی دلچسپی اور توجہ کا شکریہ ادا نہ کروں جو نواب صاحب ممدوح نے شروع ہی سے مجلس کے کاروبار میں فرمائی ہے فی الحقیقت نواب صاحب کے اس انہماک اور سرپرستی کے بغیر یہ مشکل کام انجام نہیں پاسکتا تھا۔

سید محمد اعظم

فہرست مشتملات

صفحات

سلطان محمد عادل شاہ

سلطان محمدؒ عادل شاہ

مقدمہ

یہ منظوم قصہ، جو عام طور پر "قصہ تمیم انصاری" کے نام سے موسوم اور مشہور ہے، تین سو سال پہلے کی اردو کا نمونہ ہے۔ اسکی تالیف گیارہویں صدی کے وسط میں ہوئی تھی اس قصے کا مصنف بیجاپور کا رہنے والا اور، عادل شاہی خاندان کے چھٹے حکمران، محمد عادل شاہ (۱۰۳۷ھ۔ ۱۰۶۶ھ) کا معاصر تھا۔

مصنف کے متعلق، خارجی ذرائع سے کچھ معلومات حاصل نہیں ہوتیں کسی تذکرے میں اس کا حال درج نہیں ہے۔ حالانکہ محمد شاہ کے زمانے میں بیجاپور کی علمی اور ادبی چہل پہل کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے کافی ذرائع موجود ہیں۔ محمد قاسم فرشتہ نے اپنی مشہور تاریخ، محمدؐ کے پیش رو، ابراہیم ثانی (۹۸۸ھ۔ ۱۰۳۷ھ) کے عہد میں لکھی تھی۔ غالباً ابراہیم کے زمانے میں، صنعتی بہت کم عمر تھا اور اس کو شہرت حاصل نہیں ہوئی تھی فرشتہ فارسی سے انس کے سبب، اس زبان کے شعرا کا تذکرہ تو کرتا ہے، لیکن اردو شاعروں کا ذکر

اس نے بہت کم کیا ہے، بجز اس کے کہ وہ، دربار میں خاص اہمیت رکھتے ہوں۔ ابراہیم کے حالات میں، اس نے، اسکے لڑکے علاء اللہ ولہ کی ولادت کے جشن کے سلسلہ میں اکثر شعرا کا ذکر کیا ہے۔ اگر صنعتی کی شہرت ہوتی، تو اس کا بھی ذکر کرتا۔

تاریخ فرشتہ کے علاوہ، اس عہد کے علمی اور ادبی اذکار کا دوسرا تفصیلی ماخذ تاریخ بیجاپور، "بساتین السلاطین" ہے۔ محمد کے بیان میں بساتین، کے مصنف نے ایک ذیلی سرخی (دربیان بعضے شاعر کہ دراں زمان بودند) کے تحت، سب سے پہلے، ایک شاعر کا ذکر کیا ہے، جسکا نام وہ، ابراہیم خاں اور تخلص، صبحی بتلاتا ہے۔ اس شاعر کا ذکر مصنف نہایت ادب اور احترام کے ساتھ کرتا ہے۔ ظہور ابن ظہوری کے حوالے سے وہ بیان کرتا ہے کہ محمد شاہ نے ابن ظہوری سے ۱۰۵۱ھ میں حالات دکن پر ایک کتاب لکھنے کی فرمایش کی تھی، اس سلسلے میں وہ ابن ظہوری کی عبارت نقل کرتا ہے۔

"تمام احوالات پادشاہان را کہ در تاریخ مسطور بود، واحوال سعادت مآل وفتوحات برکات آیات پادشاہ جمجاہ، سلطان خاقان ابن خاقان، سلطان محمدؒ ادام اللہ ظلالہ علی مفارق البرایات، آنچہ خود مشاہدہ نمودہ، وآنچہ از ثقات صادق القول مسموع داشتہ بر صفحہ ایام خجستہ فرجام نگاشتم۔ اوّل کسے کہ از مجلسیان حضور اعلیٰ بہ تحقیق این مقدمہ پرداخت، ابراہیم خان صبحی است۔ کہ مجموعۂ علم عقلی فراہم آورد،

نقلِ مقالات او ہست ومقدمات جمیع علوم در اشارہ معلوم نمودان، یک نفس کوشش برافتادہ او بودن است۔ در دقیقہ یابی ونکتہ دانی، موجے است کہ از قلزم تفکرش برخاستہ واز تازگی بیانش سوسن سیراب با آراستگی زبان خود را آراستہ، در بزم سخن سنجیش شعر فہمان سخن رس را تا مصرع نفس موزوں از سینہ سر بر زند دم زدن خیالِ محال است اندازہ بلندش کمندے است کہ بر کنگرہ گردوں پیچیدہ و فکر فلاک پیوندش صد بند الیست کہ سر گرم تسکار ملک و ملک گردیدہ۔ وقصیدہ و غزل، معنی پیچیدہ ومعانی رنگین برجستہ چنداں سر بستہ کہ از پار تحسین آن، زبانِ حرف گیران چون رنگ روے نشانِ درہم شکستہ۔ نیسانِ فکر تش از ہر مخزن اسرارِ ہزاراں دُر بر روئے کار آوردہ وبیک فرخندہ پے خیالش بہ نہان خانہ معرفت پروردگار پے بردہ۔ نظم۔

زہے نکتہ پرداز عالی مکان کہ ہر در کہ فکرش قدر وشان
در آید صنف گشتہ ہر صبح وشام مضامین نایاب بہر سلام
بہ میدانِ معنی چو تازو سمند سر اہل دعوے کند در کمند
چو دریائے طبعش شود موج زن زند جوشِ گوہر زمین وزمن"

(بساتین السلاطین مطبوعہ مطبع سیدی حیدر آباد دکن صفحہ (۳۳۳-۳۳۴)

پہلے تو اس کتاب میں طباعت کی بہت سی غلطیاں رہ گئی ہیں۔ دوسرے اس کے ناشر کو اس کی صحت کے متعلق شبہات ہیں۔ صبعی اور صنعتی میں جو مشابہت ہے وہ ظاہر ہے۔ ممکن ہے کہ اسی تجنیس خطی نے صنعتی کو صبعی بنا دیا ہو۔ بہر حال، اس وقت سوائے قیاس کے، ان دونوں کو ایک سمجھنے کی ہمارے پاس کافی دلائل موجود نہیں ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ صنعتی نے متن کتاب میں کہیں اپنے حالات کے متعلق کچھ نہیں لکھا تاہم اس کے بعض بیانات سے اس کے زمانے اور قصے کے سنہ تصنیف کے متعلق معلومات حاصل ہو جاتی ہیں۔ قصے کی اندرونی شہادتوں سے اس کے خیالات مذہب اور عقاید پر بھی کچھ روشنی پڑتی ہے۔

محمد عادل شاہ کی مدح میں اس نے ایک مستقل باب قائم کیا ہے جسمیں وہ اسکی رعایا پروری، عدل گستری اور علم و ہنر کی سرپرستی کا ایسا واضح طور پر ذکر کرتا ہے کہ اس میں کوئی بات مبہم باقی نہیں رہ جاتی مثلاً وہ لکھتا ہے۔

مبارک ہے وہ جھاڑ جس چھاؤں تل		خلق آئیں آسودگی کے بدل

اول ان کون لیا، چھاؤں میں عنقر		بڑاں پاک میوباں سوں ان بخت نصیب

مسیحا جگت میں وہی آج ہے		کہ جس دم تے سب خلق کا کاج ہے

اچھو جھاڑ سر سبز ایسا مدام		کہ جس جگ میں ہے فیض اس تے تمام

اچھو کیوں نہ وہ جھاڑیوں باد دار ۔۔۔ کہ ہے جس سوں آرام سینسار کار
کہ ہے جگ یو وہ سایہ کردگار ۔۔۔ اچھنبا ہے یو چھانوں پروردگار
محمدؐ شہ دادگر دین پناہ ۔۔۔ کہ ہر دم محمدؐ جسے دستِ گاہ
براہیم کے بعد از ہوا نام دار ۔۔۔ جگت میں محمدؐ شہ کامگار
دکھن کانوں ہے خسروِ تاج دار ۔۔۔ جتے تاجداران اتے باج دار

....

شریعت منے عالم آرا ہے تو ۔۔۔ سو پیارے محمدؐ کا پیارا ہے تو
بخش خلق کوں آب گل کے نگر ۔۔۔ لیا خلق کے پل میں دل کے نگر

....

کیا پایہ عدل کوں استوار ۔۔۔ لیا دین ایمان تجہ تے قرار
تری بخشش و فضل کا باغباں ۔۔۔ جگت کے کیا گلشنِ چمن بوستان
اگر ابر برسائے بارانِ تر ۔۔۔ ترا ہات برسائے لعل و گہر

....

خلایق کے دل اے شہ کامگار ۔۔۔ تجہ احسان کے دام کیے ہیں شکار

....

سخن پروراں کانوں پر کھے سخن　　رتن پارکھی، جیون پرکھتا رتن

تری قدر دانی سوں اے شہریار　　ہنر کا خزاں جا کو آیا بہار

سبب تالیف کے طور پر جو ابیات لکھی ہیں، اس میں وہ بتلاتا ہے کہ ایک مبارک رات، جب میں محو فکر تھا، اور دل میں خیالات کے دریا امنڈ رہے تھے، مجھ پر ایسی مسرت طاری تھی گویا معلوم ہوتا کہ معانی کے دروازے مجھ پر کھل گئے ہیں۔ سوچ یہ تھی کہ حیات ابدی کس کو حاصل ہے؟ دل نے کہا کہ دنیا میں کوئی شخص ہمیشہ زندہ رہنے کے لئے نہیں آیا ہے۔ صرف وہ شخص زندہ رہ سکتا ہے جس نے کوئی اچھی یادگار چھوڑی ہو۔ نام باقی رہنا بڑی چیز ہے۔ اور اس کا سب سے بڑا ذریعہ سخن ہے، جو ایک اچھے فرزند سے بھی زیادہ قیمتی شئی ہے۔ جس شخص سے کوئی یادگار باقی نہ رہے، اس کا جینا اور نہ جینا، دونوں یکساں ہیں۔

یہ خیال آتے ہی میں سوچنے لگا کہ کیا لکھوں؟ کسی من موہن کی حکایت بیان کروں یا کسی گلبدن کا قصہ شروع کروں؟ اسی سوچ میں تھا کہ ملہم نے کہا کہ جو میں کہتا ہوں اسے نظم کر۔ یہ دیو اور پریوں کی حکایت نہیں بلکہ پیارے نبی کی روایت ہے۔ حضرت تمیم انصاری پر جو حادثات گزرے، ان کو بیان کر۔ اسی لئے یہی قصہ اختیار کیا۔ آگے وہ لکھتا ہے۔

”اسے فارسی بولنا ذوق تھا　　ولے تئیں عزیزاں کوں یوں ذوق تھا

که دکھنی زبان سوں اسے بولنا　　جو سیپی تے موتی نمن رولنا

قصّے کی زبان کے متعلق وہ بیان کرتا ہے کہ "جو زبان میں نے اختیار کی ہے اسمیں سنسکرت کے الفاظ کم ہیں۔ اس سے قصّے کا سمجھنا آسان ہو گیا ہے۔

"رکھیا کم سہنسکرت کے اس میں بول　　ادک بولنے تے رکھیا ہوں امول

جسے فارسی کا نہ کچھ گیان ہے　　سو دکھنی زبان اس کوں آسان ہے

سو اس میں سہنسکرت کا ہے مراد　　کیا اس تے آسانگی کا سواد

کیا اس تے دکھنی میں آسان کر　　جو ظاہر دسیں اسمیں کئی کئی ہنر

کیا
اتھا گرچہ قصّے میں اس اختلاف　　صحی کر کو بولیا ہوں میں بے خلاف

دیا اس رسالے کوں میں سعی کر　　سو ترتیب بارا[12] مقامات پر

سنہ تصنیف ذیل کی بیت سے ظاہر ہے۔

ہزار یک ۱۱۵۵ پر سال پنجاہ و پنج　　ہوئے تب ہوا پر جواہر یو گنج

ان ابیات میں غالباً قصّے کا عنوان بھی بتلا دیا ہے۔

یو قصہ عجب پاک ہے دل پذیر　　جو پاکاں کہے ہیں جسے بے نظیر

....　　.......................

قلم اب تو لئے "قصۂ بے نظیر"　　شتابی سون لک مختصر دل پذیر
لکھ

نہ کوتہ مطول نہ نزدیک، دور کہ اوسط کو بولے ہیں خیرالامور

پوری مثنوی، بارا مقامات کے علاوہ، کئی تمہیدی ابواب پر مشتمل ہے۔ اکثر مثنویوں کی طرح اس کی ابتدا بھی حمد سے ہوئی ہے۔ جو کافی طویل ہے۔ حمد کے (۹۰) شعار کے بعد نعت شروع ہوتی ہے۔ جو (۶۰) اشعار پر حاوی ہے۔ نعت کے بعد حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی منقبت میں (۴۹) شعر لکھے ہیں۔ اسکے بعد "سخن" یعنے شعر کی تعریف میں (۵۸) اشعار اور پھر محمد عادل شاہ کی مدح میں (۵۷) اشعار ہیں۔ مدح کے جستہ جستہ اشعار اوپر نقل کئے گئے ہیں۔ آغاز داستان سے پہلے، سبب تالیف سے متعلق (۲۶) اشعار ہیں اصل قصہ چارسو اشعار کے بعد سے شروع ہوتا ہے۔

شعر کی تعریف میں جو ابیات لکھی گئی ہیں، ان سے، شاعر کے ذاتی خیالات کا بہت کچھ پتہ چل سکتا ہے۔ "شعر" کے لیے صنعتی نے "سخن" ایہام کے طور پر استعمال کیا ہے اور اس سے متصوفانہ مطلب بھی نکالے ہیں۔ ذیل کے اشعار جو خاص شاعری پر صادق آتے ہیں، پڑھنے کے قابل ہیں سخن کی وسعت کے متعلق وہ لکھتا ہے

"جو کچھ ہے شہادت میں ہور غیب میں سخن کے سماتا ہے آجیب میں

....

جہاں کالبد ھور سخن جیو ہے سخن جیو ہور جیو میں پیو ہے"

آگے وہ بتلاتا ہے کہ ہر شخص شعر سرانجام نہیں کر سکتا، بلکہ اس کے لئے فطری لگاؤ چاہیئے۔

"نہ ہر کوئی سخن کا سزاوار ہے
نہ ہر قطرہ لولوئے شہوار ہے
نہ ہر نافہ خوش باس نافہ کرے
نہ ہر یک گر سر میں عنبر دھرے

....

کہاں ہوئے گو دن تے شعر سلیم
کرے کاٹ کاں ارّہ برگ نیم

اس طرح شعر فہمی کے متعلق وہ لکھتا ہے کہ ہر شخص شعری نزاکتوں کو نہیں سمجھ سکتا۔ اس کیلئے فطری ملکہ درکار ہوتا ہے اور اسکو وہ سخن سنجی پر بھی ترجیح دیتا ہے۔

"سخن میں کا بھی کوئی کاڑ تن
سخن داں سمجھتے ہیں قدرِ سخن
زیادہ ہے نزدیک اہلِ قیاس
سخن بولنے تے سخن کا قیاس
سمجھتے اگر سب سخن کا قرار
تو ہر گز نہ رہتا سخن کا وقار
نہ گوہر کو بوجھے بجز گوہری
نہ جوہر کوں سمجھے بجز جوہری

اس موقع پر محمد شاہ کے شعری ذوق کی تعریف اس طرح کرتا ہے

مکمل ہے اس دور میں یو رتن
کہ ہے دور یو، دور شاہِ سخن
دیا اس گہر کوں عجب آب و تاب
شہنشاہ کے طبع کا آفتاب"

سدا فہم جس کی کیا بندگی سخن جس سخن تے لیا زندگی
جس اس کا سخن دل کوں ارشاد ہے سخن شہر میں، شہر استاد ہے
ہوا خاتم الحق سخن شاہ پر سخن کی صفت یاں ٹے توں ختم کر

قصہ کا اسلوب بیان نہایت سادہ سدھا ہے۔ یہ ایک مہماتی طرز کا قصہ ہے۔ جسکی مرکزی شخصیت، حضرت تمیم انصاری ہیں۔ "ہر مقام" گویا ایک نئی مہم کی داستان ہے۔ "مقام" کا استعمال فصل، باب یا بیان کی جگہ اس لئے کیا گیا ہے کہ اہمیں تصوف کی اصطلاح کا شائبہ موجود ہے۔

قصے کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عمر، ایک روز نماز فجر ادا کرنے کے بعد، وعظ کہنے اور شرع کے مسائل سمجھانے منبر پر تشریف لے گئے۔ اتنے میں ایک عورت آئی اور سلام کر کے اپنا احوال بیان کرنے لگی کہ "میرا شوہر چار سال سے غائب ہے۔ اسکی بھی خبر نہیں کہ وہ جیتا ہے یا مر گیا۔ میرے پاس کھانے پینے کو کچھ نہیں ہے۔ ظاہر ہے کہ خالی پیٹ عبادت کیسے ہو سکتی ہے۔ اجازت ہو تو دوسرا عقد کر لوں"۔ یہ سن کر حضرت عمر نے فرمایا کہ "تین سال اور صبر سے کام لے۔ اس کے بعد میں تجھے اجازت دونگا"۔ اس کو تین سال کا آزوقہ بھی دیا گیا۔

تین سال کے بعد وہ عورت پھر حاضر ہوئی اور کہنے لگی۔ "خرچ سب ختم

ہو گیا۔ اب کیا حکم ہوتا ہے؟" اس پر آپ نے اسے مزید چار مہینے کا خرچ عطا کیا اور اتنا عرصہ اور صبر کرنے کا حکم دیا۔ چار مہینے کے ختم پر، وہ پھر آئی۔ اب حضرت عمرؓ نے اسے عقد کرنے کی اجازت دی جو لوگ وہاں موجود تھے ان سے پوچھا کہ "کیا کوئی شخص اس عورت سے عقد کرنا چاہتا ہے؟" ایک نوجوان اس کے لئے تیار ہو گیا، اور آپ نے ان دونوں کا عقد کر دیا۔

دونوں تمیم انصاری کے گھر گئے۔ اتفاق سے یہ جمعہ کی رات تھی۔ دونوں نے رات عبادت میں بسر کرنے کا ارادہ کیا جب وہ عورت وضو کرنے کے لئے آنگن میں آئی تو کیا دیکھتی ہے کہ ایک شخص جن کی طرح اس کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے تن پر "پاک پوشاک" کے سوا کچھ نہ تھا، اور جسم ضعف سے بال کی طرح پتلا پڑ گیا تھا۔ ناخن لمبے اور جسم گرد آلود تھا۔ شکل ایسی بگڑ گئی تھی کہ اجل بھی دیکھ کر اس کو پہچان نہ سکے۔ عورت نے ڈر کر لاحول پڑھی۔ اور پوچھا "تو کون ہے، یہاں کس لئے آیا ہے؟"۔ اس نے جواب دیا۔ "یہ گھر میرا ہے اور میرا نام تمیم انصاری ہے۔ میری یہ نشانیاں ہیں اور میری بیوی کا نام یہ ہے۔" عورت نے کہا "مجھے شبہ ہوتا ہے جنات بھی ایسی باتیں بتلا سکتے ہیں۔ تجھ میں انسان کی کچھ نشانیاں نہیں۔ تمیم انصاری کو غائب ہوئے سات سال چار مہینے ہو گئے۔ نہ معلوم جیتا ہے یا مر گیا۔" اس نے کہا "میں ہی

تمیم انصاری ہوں"۔

یہ رد و قدح سن کر، نوجوان بھی باہر نکلا۔ محلہ کے کچھ لوگ بھی وہاں جمع ہو گئے اور سب نے مل کر اس کو سمجھایا کہ "یہ آدھی رات کو کیا اودھم ہے۔ تجھے حضرت عمر کی سیاست معلوم نہیں، جو اس طرح کا دعویٰ کرتا ہے"۔ لیکن جب وہ نہ گیا تو سب نے مل کر یہ تصفیہ کیا کہ رات بھر کے لئے وہ وہاں رہے، صبح کو حضرت عمر کے پاس اس کا تصفیہ ہو۔

رات جوں توں گزری، صبح حضرت عمر کی خدمت میں پہنچے۔ اور رات کا ماجرا بیان کیا۔ حضرت علی بھی وہیں تشریف رکھتے تھے۔ آپ نے فرمایا "یہ درست ہے۔ نبیؐ نے اس کی بشارت دی تھی"۔

یہ سن کر حضرت عمر نے، تمیم انصاری کو تعظیم سے اپنے پاس بٹھایا۔ اور فرمایا۔ "تم پر جو قصہ گزرا ہے۔ اس کو ابتدا سے بیان کرو"۔

تمیم انصاری نے اپنا قصہ اس طرح شروع کیا کہ "اے جانشین شہ کائنات! ایک رات مجھے غسل کی حاجت ہوئی۔ میں نے اپنی عورت سے غسل کیلئے پانی گرم کرنے کو کہا۔ اس نے کہا "پانی کے لئے اتنی جلدی کیوں کر رہے ہو۔ ابھی گرم کرتی ہوں یہاں سے تم کو کوئی دیو اٹھا کر نہیں لے جائیگا"۔ ایسے میں سچ مچ ایک مہیب دیو آیا

اور مجھے اٹھا کر لے گیا اتنی بلندی پر کہ زمین میری نظر میں اندھیری معلوم ہونے لگی۔ اور کرہ نار وہاں سے قریب نظر آرہا تھا۔ یہاں سے اس نے مجھے زمین کے پانچویں طبق پر پھینک دیا۔ اس صدمہ سے میں بے ہوش ہو گیا۔ جب آنکھ کھلی تو میں نے اپنے آپ کو دیو، جن اور شیطانوں میں پایا۔ ان کی صورتیں طرح طرح کی تھیں۔ کسی کی اونٹ کی سی شکل تھی، کسی کے فیل کے سے دانت۔ ایک ریچھ نظر آتا تھا تو دوسرا بندر۔ غرض میں انکے درمیان بیٹھا تھا کہ ایک غبار اٹھا۔ میں نے نظر اٹھا کر دیکھا، تو ہوا پر، پریوں کا ایک لشکر نظر آیا۔ پریوں کی صفیں ہوا پر اس طرح چل رہی تھیں کہ معلوم ہو رہا تھا دریا پر موجیں حرکت کر رہی ہیں۔ یہ سب مسلح تھیں۔ ایک پری، جو ان کی سردار تھی، میری طرف بڑھی، اور مجھے نام لے کر مخاطب کیا اور کہنے لگی "تم کچھ غم نہ کھاؤ۔ آرام سے رہو۔ جلد اپنے گھر اور لوگوں میں پہنچ جاؤ گے"۔ اتنے میں ہنگامہ برپا ہوا۔ دیو اور پریوں میں لڑائی چھڑ گئی۔ دیو پریوں پر گرنے لگے اور پریاں دیوؤں کو مارنے لگیں۔ بڑا گھمسان کا رن پڑا جب جنگ کے بادل چھٹنے لگے تو نظر آیا کہ پریوں نے، دیوؤں کو مار بھگا دیا ہے۔

جنگ سے فراغت پا کر یہ پری، میری طرف متوجہ ہوئی۔ اور مجھے ایک ہوا کے گھوڑے پر سوار کر کے، پریوں کو حکم دیا کہ "انھیں سنبھال کر میرے گھر لے جاؤ"۔

وہ پریاں مجھے وہاں سے لے کر اڑیں اور چند روز کے بعد، سردار پری کے گھر پہنچایا، جو دوسرے طبق پر تھا۔ پری نے مجھے احترام سے آتارا اور پوچھا "اے نیک مرد کیا رسولِ خدا جہاں میں حیات ہیں؟" میں نے کہا "آپ رحمتِ حق ہو چکے"۔ اس پر اس نے ایک آہ کھینچی اور رونے لگی۔ تن پر کا تمام زیور نوچ کر پھینک دیا۔ جب ذرا طبیعت سنبھلی تو مجھ سے کہنے لگی۔ "ایک بات پوچھتی ہوں۔ سچ بتاؤ۔ تم نے ان آنکھوں سے وہ پاک ذات دیکھی ہے؟" میں نے کہا "ہاں۔ اس ذاتِ والاصفات کو دیکھ چکا ہوں"۔ یہ سنتے ہی اس نے، میری آنکھوں کو بوسہ دیا۔ اور گھر کے اندر عزت سے لے گئی۔ اپنے فرزند کو بلایا اور میرے حوالے کر کے یہ شرط کی میں اس کو قرآن پڑھاؤں اور وہ مجھے اپنے گھر پہنچا دے گی۔"

جب میں نے قرآن ختم کرا دیا۔ تو اس نے جشن خسروی کا حکم دیا۔ بڑے ٹھاٹ کا جلسہ منایا گیا۔ ان دلچسپیوں کے باوجود، مجھے گھر کی لو لگی ہوئی تھی۔ ایک روز خواب میں میں نے اپنے آپ کو مدینہ میں دیکھا، خواب سے جب جاگا تو میں زار زار رو رہا تھا میرے رونے کو دیکھ کر، پری نے مجھے اپنے ساتھ چلنے کو کہا۔ میں اس کے ساتھ ہو لیا ہم ایک نہایت تاریک مقام پر پہنچے، جہاں کئی فیل پیکر دیو زنجیروں میں جکڑے پڑے تھے۔ ان میں سے ایک کو اس نے منتخب کیا اور مجھے گھر پہنچانے

کی شرط پر اسے رہائی دینے کا وعدہ کیا۔ جب وہ تیار ہو گیا تو اس نے مجھے ایک دعا سکھائی اور رخصت کیا۔

جس دیو پر میں سوار ہو کر جا رہا تھا، وہ نہایت بد طینت تھا، جاتے ہوئے وہ آسمان کے قریب فرشتوں کا بھید لینے ٹھیرا، فرشتوں نے آگ کا ایک گرز اس کی طرف پھینکا جس سے وہ جل کر مر گیا اور میں زمین پر گرا اور بے ہوش ہو گیا، لیکن پری کی دعا کی برکت سے صحیح وسالم رہا۔

(۲)

جب مجھے ہوش آیا تو اپنے آپ کو ایک ایسے بیابان میں پایا جہاں کسی جاندار کا نام ونشان نہیں تھا۔ میں بے حد پریشان تھا کہ اتنے میں ایک خوبصورت مرغ ہوا پر نظر آیا۔ اس نے آکر مجھے سلام کیا اور کہا "تو کچھ غم نہ کھا آخر کار تو گھر کو پہنچے گا" مجھے اس کی گفتگو سن کر حیرت ہوئی میں نے اس سے پوچھا کہ تو ہماری طرح بات چیت کس طرح کر سکتا ہے" اس نے کہا کہ "مجھے اسحاق علیہ سلام کی دعا ہے۔ اس دشت کے بھولے بھٹکے اور بھوکے پیاسے مسافروں کو کھلا پلا کر، گھر کا راستہ بتلاتا ہوں" یہ کہکر وہ مجھے لیکر اڑا اور ایک پہاڑ پر لاکر اتارا۔ یہاں ایک باغ تھا اس پرند نے مجھے اس کا ایک پھل توڑ کر کھلایا۔ اور کہا کہ "اب تجھے چالیس دن تک بھوک نہیں لگے گی۔

قبیلے کی سمت روانہ ہو جا۔" یہ کہہ کر مرغ اڑ گیا۔ اور میں کچھ دیر تماشے کے لئے ٹھہر گیا۔ رات آ گئی تھی درختوں کو دیکھا تو ان کے پتّے چراغوں کی طرح روشن ہو گئے تھے، پروردگار کی اس صنعت کو دیکھ ہی رہا تھا کہ ایک طرف سے آدمی کی سی آواز کان میں آئی۔ لیکن آدمی زاد کا وہاں پتہ نہیں تھا۔ یہ آواز پتوں سے نکل رہی تھی۔ صبح کو میں وہاں سے روانہ ہو گیا۔

(۳)

کئی دن کے بعد میرا گزر ایک بھیانک صحرا میں ہوا، جہاں سایہ دار درخت کا نام و نشان نہیں تھا۔ ہر طرف ببول ہی ببول تھے۔ اتنے میں غول بیابانی پر نظر پڑی۔ ان میں سے ایک حسین چڑیل میری طرف آئی اور کہنے لگی۔ "افسوس تو کیوں اس دشت بے آب میں آیا۔ میرے ساتھ چل تو پانی پلاتی ہوں۔" میں اس کے ساتھ ہو لیا تھوڑی دور جا کر وہ ایک رکاسنی کے جون میں تبدیل ہو گئی۔ اس کے ڈر سے میں بھاگنے لگا اور وہ میرے پیچھے دوڑنے لگی۔ پھر پری دعا مجھے یاد آئی جس کے اثر سے وہ بلائیں غائب ہو گئیں۔

میں آگے بڑھا۔ لیکن پیاس سے ناتوان ہو گیا تھا۔ ایسے میں دور کوہستان میں ایک مرغزار نظر آیا۔ میں اس طرف چلا۔ یہ ایک دلکشا باغ تھا۔ جہاں پانی کے

چشمے بہ رہے تھے۔ میں نے کچھ پھل توڑ کر کھائے، اور پانی پیا۔ جب سکت آئی تو پھر روانہ ہو گیا۔

تھوڑی دور گیا ہوں گا کہ سامنے ایک پہاڑ سا غلطاں دکھائی دیا۔ میرے حواس ٹھکانے نہ رہے۔ لیکن اس غلطاں پہاڑ نے آکر مجھے سلام کیا اور کہا۔ "تو مجھ پر تعجب نہ کھا۔ قرآن میں جس "دابتہ الارض" کا ذکر آیا ہے، وہ میں ہی ہوں۔ قیامت کے روز پروردگار مجھے اصلی صورت عطا کر کے، مومن اور کافر میں فرق کرنے کا حکم دے گا۔ میں انہیں علٰحدہ علٰحدہ کر دونگا۔ سارے شقی جہنم کو اور متقی جنّت کو جائینگے۔ مجھے حق تعالیٰ نے اسی لئے پیدا کیا ہے۔"

اس کی گفتگو سن کر میں نے اس سے گھر کا راستہ دریافت کیا۔ اس نے قبلے کی طرف جانے کو کہا۔ اور میں وہاں سے قبلے کی طرف روانہ ہوا۔

——— (۴) ———

کئی روز کے بعد ایک پہاڑ میری نظر پڑا جس پر ایک مسجد بنی ہوئی تھی۔ میں خوشی خوشی پہاڑ پر گیا کہ کوئی مل جائیگا۔ وہاں ایک عابد کو عبادت میں مصروف پایا۔ اس کے پاس جا کر میں نے سلام کیا۔ جواب سلام ادا کر کے اس نے کہا "تو خشکی سے کس طرح یہاں آسکا۔ ادھر تو ہما کا بھی گذر نہیں ہو سکتا آدمی یہاں اس وقت نظر

آتے ہیں، جب دریا میں جہاز آتا ہے۔" میں نے پوچھا کہ آپ کو غذا کس طرح ملتی ہے۔" جواب میں اس نے ایک غار کی طرف جانے کا اشارہ کیا۔ جب میں وہاں پہنچا تو ایک نفیس باغ نظر آیا۔ اس باغ سے میوے توڑ کر میں نے کھائے اور پانی پی کر، مرد عابد کے پاس واپس گیا۔ انہوں نے فرمایا کہ "تو یہاں قیام کر۔ ہر دو برس کے بعد ایک جہاز یہاں آتا ہے۔ اب اس کے آنے کا وقت ہے۔ میں اس جہاز میں تجھے روانہ کردونگا۔"

اُدھر آسمان پر نیا چاند نمودار ہوا اِدھر کشتی آتی دکھائی دی۔ کشتی کے لوگ جب پیر مرد سے ملنے آئے تو اس نے میری سفارش کی کہ جاتے ہوئے مجھے بھی ساتھ لے جائیں۔ اور خشکی پر پہنچا دیں۔ وہ راضی ہو گئے اور میں ان کے ساتھ کشتی میں سوار ہو کر روانہ ہوا۔

ہم جنگل سے تھوڑی دور گئے ہونگے ایک پہاڑ نظر آیا۔ اس کو دیکھ کر کشتی والے سر پیٹنے لگے کہ اب کشتی اس سے ٹکرا کر ٹوٹ جائیگی۔ چنانچہ یہی ہوا۔ ایک طوفان اٹھا۔ اور کشتی اس پہاڑ سے ٹکرا کر ٹوٹ گئی۔ میرے ساتھی پراگندہ ہو گئے۔ لیکن حیات باقی تھی۔ میں ایک تختے پر بہتا چلا گیا۔ بادِ شمال نے اس تختے کو کنارے لا کر لگایا۔ سردی سے میرا حال خراب ہو گیا تھا۔ جب سورج کی گرمی سے حالت کچھ سدھری تو میں اٹھا اور آہستہ آہستہ منزل کی راہ لی۔

—— (۵) ——

ایک روز، رات کو دور پر مجھے اجالا دکھلائی دیا۔ میں نے خیال کیا کہ یہ دھنگروں کی جماعت ہوگی، جس نے سردی دور کرنے کیلئے آگ روشن کی ہے۔ نزدیک جانے پر معلوم ہوا کہ یہ روشنی ہیروں کی کان سے نکل رہی ہے۔ ہیروں کو دیکھ کر مجھ پر لالچ کا غلبہ ہوا۔ اور میں نے چند ہیرے اٹھائے، لیکن پھر خیال آیا کہ میں جو اس بے آب و گیاہ دشت میں پھنسا ہوا ہوں، ہیروں کو لے کر کیا کروں گا۔ جواہرات پھینک دئے۔ اتنے میں ایک بڑا اژدھا نکلا، جس کے منہ میں دوزخ کی طرح آگ روشن تھی۔ اس کی پھنکار کے اثر سے دور دور تک کچی اور سوکھی ہر چیز جل جاتی تھی۔ مجھے دیکھ کر وہ میری طرف دوڑا۔ میدان ایسا چٹیل تھا کہ کہیں چھپنے کی جگہ بھی نہیں تھی۔ میں بید کی طرح لرزنے لگا۔ اسکی دہشت سے پاؤں چلنے سے عاجز ہوگئے تھے۔ پری سے جو دعا سیکھی تھی، وہ پڑھنے لگا۔ اس کے اثر سے اژدھا غائب ہوا۔ لیکن مارے ڈر کے میں چار دن اور چار رات پیاپے چلتا رہا۔ نہ کھانے کو کھانا ملتا تھا اور نہ پینے کو پانی۔ آخر رنج و غم میں ایک درخت کے نیچے بیٹھ گیا، اور خودکشی کی ٹھان لی۔

—— (۶) ——

خودکشی کے خیال سے میں رسی اور پتھر ڈھونڈ رہا تھا کہ ایک خوب رو جوان

وہاں پیدا ہوا۔ اور میرے پاس آکر، میرا نام لے کر سلام کیا۔ اور کہا۔ "اے نیک نام تو کچھ غم نہ کھا۔ مرنے کا قصد نہ کر، تو جلد سلامتی کے ساتھ گھر پہنچ جائیگا۔ تیرا گھر یہاں سے بہ نزدیک ہے۔" میں نے کہا۔ "اے جوان تجھ پر رحمت ہو۔ تیرے ولاسے نے مجھے حیاتِ تازہ بخشی۔ ورنہ میرا حال برا ہو رہا تھا۔" یہ سنکر اس نے کہا۔ "اب تو مت ڈر مجھ سا ساتھی تجھے ملا ہے۔ میری ایک شرط پوری کر، تجھے گھر پہنچا دونگا۔ تجھے ایک ملک کا بادشاہ بنا دونگا۔" میں نے جواب دیا۔ "جو تو کہے میں کرنے آمادہ ہوں۔" اس نے مجھے کھانا کھلایا۔ پھر ایک رسی دی اور کہا " اس کو جتن سے رکھ۔ جب مجھے کوئی گزند پہنچے، اس رسی کو میرے جسم پر پھرا۔ مجھے ایک بڑا کام کرنا ہے۔ جب وہ کام ختم ہو جائیگا، تیرا کام میں کر دونگا۔" اس کے بعد وہ زمین پر لوٹ پوٹ کر ایک پرند میں تبدیل ہو گیا۔ اور مجھے لیکر اڑا۔

(۷)

دو روز بعد ہم دریا میں ایک جزیرے پر پہنچے۔ یہاں ایک محل تھا۔ جس کے در کے قفل پر، دو کلمے لکھے ہوئے تھے۔ ایک محمد پر ایمان کا، دوسرے حضرت سلیمان کا۔ وہ نوجوان اپنی اصلی شکل پر آگیا۔ اور قفل پر اپنی رسی پھرائی۔ قفل فوراً کھل گیا۔ اور وہ مجھے لے کر اندر داخل ہوا۔ اس محل کے اندر اور نو محل تھے۔ ہر محل کی نگہبانی ہزاروں دیو،

شیطان، سانپ اور بچھو کر رہے تھے۔ ہم کو دیکھتے ہی وہ ہماری طرف و لپکے۔ ہم نے رسّی ان کی طرف پھینکی۔ جس سے وہ فوراً ہٹ گئے۔

―― (۸) ――

بلاؤں سے نجات پا کر ہم نے آٹھوں محلات کی سیر کی۔ جب نویں محل میں قدم رکھا تو معلوم ہوا کہ ہم گلستانِ ارم میں پہنچ گئے ہیں۔ یہاں ایک تخت تھا، جس پر ایک نیک مرد سویا ہوا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک انگشتری تھی جو مشتری کی طرح چمک رہی تھی۔ اس تخت کے پاسبان اژدھے تھے۔ میں نے اس نوجوان سے پوچھا کہ آخر تو یہاں کس لئے آیا ہے؟ یہ تخت پر سویا ہوا کون ہے؟" اس نے کہا "یہ سوئے ہوئے، حضرت سلیمانؑ ہیں۔ اور یہ بلائیں ان کی نگہبان۔ اس ہاتھ میں جو انگوٹھی نظر آتی ہے، عجب کرامات رکھتی ہے۔ میں اس انگوٹھی کو نکال لیتا ہوں۔ پھر تمام دیو، شیطان جن اور پری میرے حکم میں ہوں گے"۔ میں نے کہا۔ "اے جوان یہ انگشتری تجھے کیونکر ملے گی۔ کہاں سلیمانؑ اور کہاں تو۔ ہر شخص سلیمان نہیں ہو سکتا"۔ یہ سنکر اس نے مجھے شرط یاد دلائی۔ اس کے خوف سے میں خاموش ہو گیا لیکن دل میں ملول رہا۔

جب وہ جوان شومِ بخت، سلیمان کے تخت پر سوار ہونے گیا۔ اس پر ایک اژدھا آ کر گرا۔ اور وہ بیہوش ہو گیا۔ میں نے اس پر رسّی پھرائی جب وہ ہوشیار ہوا، تو دوسری

مرتبہ پھر تخت کی طرف بڑھا۔ رسّی کے اثر سے اژدھا ہٹ گئے۔ وہ تخت پر چڑھ کر خوشی سے بول اٹھا، "آج میرے بڑے نصیبے ہیں۔ جو سلیمانؑ کا تخت ملا کئی سو برس کی مراد پائی ہے۔ اب کیوں خوش نہوں"۔ لیکن جب وہ انگوٹھی نکالنے لگا تو ایک ہولناک آواز پیدا ہوئی۔ جس کے اثر سے وہ بیہوش ہو کر اوندھے منہ تخت سے گر پڑا۔ اور تکلیف سے جان دیدی۔ پھر ایک آواز آئی کہ "ہاں! اے تمیم انصاری۔ اس جگہ سے نکل جا۔ محمدؐ کے طفیل خدا نے تیری جان بچادی۔ یہ دیو سرکش، سلیمان کے زمانے سے شرارت پر آمادہ تھا"۔ میں نے پوچھا "مجھے بتا کہ تو کون ہے"۔ ندا آئی۔ "میرا نام جبرئیل ہے"۔ میں نے پھر پوچھا۔ "یا حضرت، جبرئیل، اب میں کدھر جاؤں"۔ جبرئیل نے کہا کہ "اس تخت کے نیچے ایک اور انگوٹھی ہے، وہ لے اور رسی کو بھی جتن سے رکھ۔ تجھے فائدہ ہوگا۔ اور جس راستہ سے آیا ہے اسی راستے سے چلا جا"۔

—— (۹) ——

محل سے باہر نکل کر میں نے اپنا راستہ لیا۔ کئی روز کے بعد میرا گزر ایک سرسبز و شاداب جنگل میں ہوا۔ یہاں ایک محل دکھائی دیا۔ جس کے بلند چھجے پر ایک حسین لڑکی بیٹھی ہوئی تھی۔ مجھے دیکھ کر وہ نیچے اتری اور میرا نام لیکر پکارنے لگی "اے تمیم انصاری۔

ادھر آؤ۔ تم سے ایک بات پوچھنی ہے۔ وہ دیو جو تم کو ہمراہ لیکر سلیمان کے تخت کی ہوس میں گیا تھا اس کا کیا حال ہوا؟" میں نے اسے سارا ماجرا کہہ سنایا۔ وہ کہنے لگی۔ "سلیمان رسولِ برحق تھے۔ میں نے، اس شوخ کو کئی بار منع کیا لیکن وہ میری بات نہ سنکر گیا اور جان پر کھلات کی۔ جو بزرگوں کی وضع چھوڑے، اسکی یہی سزا ہے"۔ میں نے اس پر آفریں کہی۔ اور پوچھا "اے نیک بخت، تجھے میرا نام کس طرح معلوم ہوا؟" اس نے لطافت سے جواب دیا۔ "میں نے توریت میں پڑھا ہے کہ اِدھر انسان کا گزر کبھی نہ ہوگا، مگر محمد نبی کا ایک صحابی، تمیم انصاری نامی اِدھر آئیگا اسی سے تجھکو پہچان سکی"۔ اسکے بعد اس نے آنحضرتؐ کی بہت کچھ تعریف کی اور کہا کہ "میں اس دین میں آنا چاہتی ہوں۔ مجھے کلمۂ شہادت سکھا کر اُس دین کا راستہ بتلاؤ"۔ میں نے اس کی خواہش سچی دیکھی اور کلمہ پڑھایا۔ ایمان کے نور سے اس کا دل باغ باغ ہوگیا۔ پھر میں نے اس کا حال دریافت کیا۔ اس نے بتلایا کہ "میں ایک بادشاہ کی بیٹی ہوں۔ میری ماں، حسن میں بے مثال تھی جب میں پیٹ میں تھی، یہ دیو لعین اس پر عاشق ہوا۔ اور اُسے اڑا کر یہاں لے آیا۔ میں یہیں پیدا ہوئی۔ عرصہ ہوا میری ماں نے وفات پائی اس وقت سے اس نے مجھے حفاظت سے، بیٹی کی طرح پالا"۔

یہ قصہ کہہ چکنے کے بعد وہ مجھے محل کے اوپر لیگئی۔ اور مہمان نوازی کا حق ادا کیا۔

اس کے جام محبت میں سرشار میں وہاں کئی دن آرام سے رہا۔ آخر میں نے کہا۔
"اے دختر! میرے حال کی خبر لے۔ گھر چھوڑے ہوئے مجھے کئی سال ہو گئے۔ جتنا راستہ
چلتا ہوں، گھر سے دور ہوتا جاتا ہوں"۔ یہ سنکر وہ رونے لگی۔ پھر دلاسا دے کر کہا۔
"تیرا گھر یہاں سے دو سو برس کے راستہ پر ہے۔ تاہم میرے حکم میں ایسے دیو ہیں
جو تجھے ایک پل میں مدینہ پہنچا سکتے ہیں"۔ ایک دیو کو بلا کر اس نے حکم دیا کہ انہیں
حفاظت سے لیجا اور مدینہ پہنچا"۔ میں اس دیو پر سوار ہو کر چلا۔ اس بدخصال نے
میری انگوٹھی اینٹھنے کیلئے میری ہلاکت کا قصد کیا۔ لیکن پری کی سکھائی ہوئی دعا
میرے کام آئی۔ اور وہ مجھے کچھ ضرر نہ پہنچا سکا۔
بدنیتی اسکی سرشت میں داخل تھی۔ وہ مجھے دریا کی طرف لیگیا۔ اور اسی پہاڑ
پر اتارا جہاں ہماری کشتی ٹوٹی تھی۔ جب میں نے چلنے پر اصرار کیا تو اس نے کہا کہ "وہ
انگوٹھی جو تیرے ہاتھ میں ہے مجھے دے۔ یہاں ایک بڑا دیو ہے۔ اس سے گزر
کر جانا ہے۔ اگر ہم کو دیکھ پائے گا تو دونوں کو ہلاک کر دے گا۔ کوئی دوسری راہ
بھی نہیں ہے۔ اس انگوٹھی کو ہاتھ میں پہنکر میں ادھر سے بے خبر نکل جاؤنگا"۔
میں نے وہ انگشتری اس کے حوالے کر دی۔ وہ انگوٹھی کو ہتیا کر چلتا بنا۔ اور مجھے
چھوڑ گیا۔ اپنی ناسمجھی پر مجھے سخت افسوس ہونے لگا۔ چار و ناچار اٹھا اور پہاڑ

کی چوٹی تک گیا۔ یہاں ایک اور دیو سے پالا پڑا۔ اس نے مجھے پہاڑ کی چوٹی سے پھینک دیا۔ میں دور جاگرا اور بے ہوش ہو گیا۔ پری کی دعا نے ایک بار اور میری جان بچائی۔

(۱۰)

چلتے چلتے راستہ میں مجھے ایک سایہ دار درخت ملا۔ آرام لینے کے خیال سے میں اس کے نیچے گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک دیو کو زنجیروں سے کس کر درخت سے باندھ دیا گیا ہے۔ مجھے دیکھتے ہی وہ پکارا۔ "ہاں اے نسیم انصاری خوب آئے اب سمجھو کہ تمھارا شہر قریب ہی ہے۔ صرف میرے چند سوالوں کے جواب دو"۔ اس کی نیت سے میں بے خبر تھا۔ اس نے جو پوچھا اس کا جواب دیدیا۔

اس نے پوچھا "کیا دنیا میں خدا کے نبی زندہ ہیں؟" میں نے کہا۔ "نہیں۔" پھر سوال کیا۔ "کیا جھوٹی گواہی، قمار، زنا اور عورت گھوڑے پر سوار ہوتی ہے یا نہیں" میں نے جواب دیا۔ "ہاں، یہ سب چیزیں دنیا میں ہوتی ہیں"۔ یہ سنتے ہی وہ صورت حرام زنجیروں کو توڑ کر میری طرف لپکا۔ اور پکڑ کر کہنے لگا۔ "بتلا کہ اب تجھے کدھر پھینکوں"؟ دل ہی دل میں، میں نے خدا کو یاد کیا۔ خدا کے حکم سے وہاں ایک فرشتہ نمودار ہوا۔ اس کو دیکھتے ہی دیو تھر تھر کانپنے لگا۔ فرشتے نے ڈانٹا۔

"اپنے معین وقت سے پہلے تو نیچے کیوں اتر آیا، اے لعین!" پھر اسکو درخت سے کس کر باندھ دیا اور میری طرف متوجہ ہو کر کہا "اے تمیم انصاری۔ تم نے اس کے سوالوں کا جواب کیوں دیا۔ یہ مردود، دجّال ہے، جو آخر زمانے میں نکلے گا۔" میں نے اس فرشتہ کا شکریہ ادا کیا۔ اور گھر کا راستہ دریافت کر کے روانہ ہوا۔

(۱۱)

راستے میں مجھے ایک محل ملا۔ اس کے در پر ایک بڑا قفل لگا ہوا تھا۔ اور قفل پر لکھا ہوا تھا۔ "عرش سے فرش تک ایک سبحان ہے"۔ جوں ہی کہ میں نے یہ عبارت پڑھی، قفل کھل گیا۔ میں اندر داخل ہوا۔ وہاں ایک کندوری اور کئی کوزے پانی کے رکھے ہوئے تھے۔ میں نے کھانے سے فراغت پائی۔ اور سیر کرتا ہوا چلا۔ ایک حجرہ دکھائی دیا جو نہایت خوش رنگ تھا۔ اس کا پردہ اٹھا کر اندر گیا۔ یہاں کئی زخمی تن ایسے پڑے ہوئے تھے جن کے کپڑے خون سے رنگین تھے۔ ایک دروازہ دکھائی دیا۔ جہاں چار سوار کھڑے تھے۔ میں نے ان سے ان زخمیوں کا حال پوچھا انہوں نے بتلایا کہ "یہ پیغمبر خدا کے صحابی ہیں جو راہِ حق میں شہید ہوئے ہیں۔ ہم چاروں فرشتہ ہیں، جو نوحؑ کے زمانے سے یہاں نگہبانی کے کام پر متقرر ہیں"۔ میں نے ان سے گھر کی راہ دریافت کی اور روانہ ہوا۔

کئی روز بعد راستے میں ایک باغ نظر آیا۔ نہایت شاداب اور خوش وضع۔ میں اس کے اندر گیا۔ اور اِدھر اُدھر پھر کر سیر کرنے لگا۔ ایک گوشہ میں ایک بڈھے میاں مصروف عبادت تھے۔ ان کے سامنے جاکر سلام کیا۔ جواب سلام کے بعد وہ کہنے لگے۔ "کیا تو وہی ہے جو گم ہو گیا اور سارا مدینہ تجھے ڈھونڈ رہا ہے"؟ میں نے عرض کیا۔ "ہاں میں وہی ہوں۔ اجازت ہو تو سارا ماجرا سناؤں"۔ ہنس کے کہنے لگے۔ "آگے جا اور دیکھ ایک اور پیر مرد ملینگے۔ ان سے اپنا حال بیان کر۔ انہیں سے تیری مشکل آسان ہو گی"۔

―――(۱۲)―――

میں بڈھے میاں سے رخصت ہو کر چلا تو راستہ میں ایک اور باغ ملا۔ جو رشکِ فردوس تھا۔ میں اس کے اندر گیا اور خدا کی قدرت کا تماشہ دیکھنے لگا۔ ناگاہ ایک پیر مرد دکھائی دئے۔ جو حصیر بچھا کر بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کا لباس سر سے پاؤں تک سبز تھا۔ چہرہ سے محبت ٹپکتی تھی۔ اور وہ آفتاب کی طرح دمک رہا تھا۔ میں نے ان کو سلام کیا۔ اور اپنا سارا حال کہہ سنایا۔ ان بزرگ نے جواب دیا۔ "یہاں سے تیرا گھر نزدیک ہے۔ کچھ غم نہ کھا۔ پہلے جاکر اس باغ کی سیر کر لے میوے کھا کر سیر ہو جا۔ پھر یہاں واپس آنا۔ خدا تجھے گھر پہنچا دے گا"۔

میں باغ میں گیا۔ پھل توڑ کر خوب سیر ہو کر کھایا۔ ایک صاف شفاف چشمے سے

پانی پیا۔ ایسے میں یکایک، ایک، ایک پیر زن نظر پڑی جسکی پیٹھ خم اور آنکھیں سبز اور بد شکل تھیں۔ کالے رنگ کے جسم پر ریشم کا بھاری لباس پہنے ہوئے تھی۔ یہ لباس کئی ہزار رنگ کا تھا۔ ہاتھ میں موتی کی تسبیح لئے، خدا کی ثنا کر رہی تھی۔ میں نے اس کے سامنے جاکر سلام کیا اس نے غرور سے میری طرف دیکھا اور کچھ جواب نہ دیا۔ مجھے غصہ آیا۔ میں نے کہا "اے پیرزن۔ تجھ سے بوڑھے لوگوں نے میرے سلام کا جواب دیا ہے۔ تجھ میں ایسی کیا بڑائی ہے کہ میرے سلام کا جواب نہیں دیتی"۔ میرے اصرار پر بھی اس نے کچھ نہ کہا۔ لیکن ایک آواز میرے کان میں آئی جو کہہ رہی تھی۔ "ہاں! اے تمیم انصاری، شوخی کرتا ہے، اور ہلاک ہوا چاہتا ہے۔ اتنی تندہی! ایسی بات کہنے کی تجھے کیا مجال ہے؟ اب اپنے کو سنبھال کر یہاں سے جلد نکل جا"۔ اس آواز سے میرے دل میں ہراس پیدا ہوا۔ میں سیدھا ان بزرگ کے پاس پہنچا۔ اور ان سے چار سوال کئے پہلے یہ کہ "تم کون ہو" دوسرے "وہ پیرزن کون ہے" تیسرے "وہ ہولناک آواز کس کی تھی"۔ چوتھے "وہ پیر مرد کون تھے، جنھوں نے مجھے تمہارے پاس بھیجا"۔ اس کے جواب انھوں نے یوں دئے۔ "میں خضرؑ آب حیات کا نگہبان ہوں۔ وہ پیرزن جو بیٹھی ہوئی ہے۔ دنیا کی صورت ہے۔ اور ہمیشہ بنی ٹھنی رہتی ہے۔ یہ کئی ہزار داماد کی عروس ہے۔ وہ جو آواز آئی، یاجوج ماجوج

کی تھی جو اس پیرزن کے یار غار ہیں ۔ وہ بزرگ جو پہلے ملے تھے، الیاس پیغمبر تھے"
پھر میں نے ان سے گھر کی راہ پوچھی ۔ کہا ۔ "تیرا گھر یہاں سے سو سال کی راہ پر ہے"۔
یہ سنکر میں زار زار رونے لگا ۔ حضر نے دلاسا دیا کہ ۔ "رونا کیوں ہے جس نے تجھے
یہاں تک پہنچایا، ترے گھر کو بھی پہنچائیگا ۔ خدا کا شکر بجالا ۔ کچھ دن یہاں رہ تیری
امید بر آئیگی"۔

میں کئی روز تک خضر کے پاس رہا ۔ ایک روز خضر کے پاس ایک ابر آیا ۔
اور سلام کیا ۔ خضر نے پوچھا ۔ "تجھے کہاں برسنے کا حکم ہے"۔ جواب دیا "یمن پر"۔
اس کو جانے کی اجازت دیدی ۔ پھر ایک روز ایک دوسرا ابر آیا ۔ پوچھا "کہاں
برسنا ہے"؟ بولا "روم پر" اس کو بھی اجازت دیدی گئی ۔ کئی روز بعد ایک اور ابر آیا ۔
اور سلام کر کے کہا ۔ "مجھے مدینہ پر برسنے کا حکم ہے"۔ خضر نے فرمایا ۔ اس مرد کو تو مدینہ
پہنچا دے ۔ یہ وہیں کا رہنے والا ہے ۔ تمیم انصاری اس کا نام ہے ۔ گھر سے بچھڑ کر
کئی سال سے پریشان ہے"۔ یہ کہہ کے مجھے دعا دی اور ابر پر بٹھا کر رخصت کیا ۔

اس طرح، یا علی ! میں مدینہ پہنچا ہوں ۔ خضر کا مجھ پر احسان ہے ۔ خدا کا شکر
کس طرح ادا کر سکوں کہ ہزاروں بلاؤں سے بچا کر مجھے وطن پہنچایا ۔ یہ ہے میرا قصہ ۔
اے حیدر کرار"۔

سب اصحاب یہ قصہ سنکر حیرت میں پڑ گئے ۔حضرت علی نے فرمایا "یہ قصہ صحیح ہے۔ نبی نے مجھے اس کی خبر دی تھی"۔

پھر تمیم انصاری کو غسل کرایا۔ تمام اصحاب ان کو پہچان کر عزت سے ملے۔ حضرت علی نے تمیم انصاری کی خاتون کو انکے حوالے کر دیا۔

ظاہر ہے کہ یہ قصہ، قدیم طرز کے فوق فطری اور مہماتی قصوں سے کچھ زیادہ مختلف نہیں ہے۔ تاہم مصنف نے اس کی تکمیل میں، پوری توجہ سے کام لیا ہے۔ اور اسکو حتی الامکان دلچسپ بنانے کی کوشش کی ہے۔ مذہبی موضوع او مقدس کرداروں کی وجہ سے، قصے کی اہمیت زیادہ ہوگئی ہے۔ یہ مسلسل اور واحد قصہ بھی نہیں ہے۔ بلکہ "الف لیلہ" کے مشہور قصے "سندھ باد" کی طرز کا قصہ در قصہ ہے۔ جس کے مختلف اجزا، تمیم انصاری کی مرکزی شخصیت سے مربوط ہیں۔ اسکے بیان کا انداز پیچ پیچ سے خالی ہے۔ "سندھ باد" کی مہمات کی طرح، یہاں بھی تخیل سے کام لینے کی کوشش کیگئی ہے۔ تاہم مصنف کا تخیل، مذہبی روایات کے دائرے سے پرے کم جاتا ہے اسی لئے کہیں وہ دجّال کو پیش کرتا ہے اور کہیں "دابتہ الارض" کو۔ اور یہی اس کے تخیل کی انتہا ہے۔ اسکے مقابلے میں "سندھ آباد کے مہمات کو پیدا کرنے والا

تخییل زیادہ بلند اور زیادہ حیرت خیز ہے۔ اسی لئے "سندھ باد" کا قصہ اس طرح کے تمام قصوں کا بلند ترین معیار بن گیا ہے۔

"سندھ باد"، کا نتیجہ، خالص اخلاقی ہے۔ اور اِس کا پورا مذہبی۔ چنانچہ صنعتی نے اس قصہ کے پیرایہ میں، بہت سے اسلامی احکام، عقائد اور روایات کو بھی ذہن نشین کرنیکی کوشش کی ہے۔ لیکن یہ شاعر کا کمال ہے کہ قصے کو کہیں بے مزہ نہیں ہونے دیتا۔ وہ ہر جگہ قصہ باقی رہتا ہے۔

فنّی اعتبار سے، قصے کے دو پہلو خاص اہمیت رکھتے ہیں۔ ایک اس کے مرقعے ہیں، جو بعض اوقات خاصے طویل، بسیط اور نہایت دلچسپ اور ادبی ہیں۔ مثال کے طور پر صفحہ ۹۸ تا صفحہ ۱۰۰ اور صفحہ ۱۰۱ تا صفحہ ۱۰۵ کے مناظر یا صفحہ ۴۰ تا صفحہ ۴۳ کا لڑائی کا سماں اور صفحہ ۶۸ پر جہاز کی تصویر۔ نہایت پر لطف اور اہم حصے ہیں۔ آخری دو پاروں کو ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور نے "اردو شہ پارے" (جلد اوّل) میں انکی خوبی کی وجہ سے شامل کیا ہے اردو شہ پارے۔ (صفحہ ۲۱۴ و صفحہ ۲۱۵)

دوسری چیز یہ ہے کہ صنعتی میں ڈرامائی احساس کی بھی کمی نہیں تھی۔ وہ قصے کو ڈرامائی انداز سے شروع کرتا ہے اور اسی انداز سے اس کو نشو ونما بھی دیتا ہے۔ مثلاً وہ پہلے ہی سے یہ نہیں بتلاتا، بلکہ آخر تک بھی کہیں اپنی طرف سے یہ واضح کرنے

کرنے کی کوشش نہیں کرتا کہ حضرتِ عمر کے دربار میں آنے والی عورت کون تھی۔ یہ راز خود واقعات بتلاتے ہیں۔ اسی طرح عقد کی رات، ایک عجیب و غریب ہیئت کے انسان کا، گھر میں گھس آنا۔ ایک ڈرامائی واقعہ ہے۔ بعد کے واقعات یہ ظاہر کرتے ہیں کہ یہی تمیم انصاری تھے۔ اس طرح کے اور بھی ڈرامائی مواقع ہیں جن سے قصے کی دلچسپی میں اضافہ ہو گیا ہے۔

اس قصے کا ماخذ، جیسا کہ مصنف نے بتلایا ہے، کوئی خاص فارسی قصہ نہیں بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ اس حلقے کے تمام قصوں سے، مصنف نے، اپنے خیال کی حد تک، صحیح اور مستند معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی ہے۔ اسمیں کوئی شبہ نہیں کہ تمیم انصاری کی مہمات کے قصے، بہت مقبول تھے۔ مرتب اوراق ہذا کے پاس یہی قصہ غلام رسول المتخلص بہ غلامی، باشندۂ کھمبایت کا نظم کیا ہوا بھی موجود ہے۔ جو "تمیم انصاری" کے عنوان سے رؤف پرنٹنگ پریس، جوہری بازار بمبئی میں طبع ہوا ہے اور جسکو حسین مرزا بک سیلر۔ فاکلینڈ روڈ، بمبئی نے شائع کیا ہے۔

غلامی، کوئی بڑا شاعر نہیں تھا۔ دونوں قصوں کا عام خاکہ ایک ہی ہے لیکن جزئیات میں، دونوں بالکل مختلف ہیں۔

اس مثنوی کی اہمیت، قدیم کارناموں میں یہ ہے کہ یہ، طویل ادبی نظموں کے اولین

نقوش میں سے ہے۔ اس سے پہلے بیجاپور کی صرف ایک مثنوی "چندر بدن اور ماہ یار" (۱۰۴۰ھ سے قبل) ایسی لکھی گئی، جو اہم ہے۔ اور گولکنڈے کی سرپرستی میں جو مثنویاں لکھی گئیں، ان میں سے اس سے قبل کی صرف دو مثنویاں "قطب مشتری" (۱۰۱۸ھ) اور "سیف الملوک و بدیع الجمال" (۱۰۳۵ھ) قابلِ ذکر ہیں۔

صنعتی کے زمانے میں، بیجاپور، اردو شاعری اور انشا پردازی کے چرچوں سے گونج رہا تھا۔ ابراہیم عادل شاہ ثانی (۹۸۸ھ تا ۱۰۳۷ھ) نے اردو شاعری کی سرپرستی اور قدردانی کی جو مثال قائم کی تھی، وہ اس کے جانشین، محمد اور علی عادل شاہ ثانی (۱۰۶۷ھ تا ۱۰۸۳ھ) کے عہد میں معراجِ کمال کو پہنچ چکی تھی۔ انھیں سرپرستیوں کے باعث، وہ حیرت انگیز نتائج پیدا ہوئے، جن سے علمی دنیا آج تک متاثر ہے۔ یہ اسی کا نتیجہ تھا کہ بیجاپور، اس وقت اردو کے اچھے اچھے اور نہایت خوش گفتار شاعروں کا مرکز بن گیا تھا۔ عرب، ایران اور ہندوستان سے لوگ بیجاپور آتے اور اردو زبان سیکھ کر، اس میں شعر و سخن کی داد دیتے اور شہرت حاصل کرتے تھے۔

بیجاپور میں اس وقت جو شاعر مشہور تھے، ان میں "خاور نامہ" (۱۰۵۹ھ) کا مصنف رستمی، "یوسف زلیخا" اور "ہشت بہشت" کا مصنف ملک خوشنود

(۱۰۳۸ھ ۔ ۱۰۶۰ھ) خاص طور پر قابلِ ذکر ہے۔

گولکنڈہ کے معاصرین میں غواصی، مصنف "سیف الملوک و بدیع الجمال" اور "طوطی نامہ" کی شہرت اس وقت بام عروج پر تھی وجہی، جو قدیم اردو شاعری اور خاص طور پر انشا کے اولین معماروں اور اب الآبا میں سے ہے، اور جسکے نغموں نے محمدؐ قلی کے دربار کو مسحور کر رکھا تھا، اس وقت بھی زندہ تھا۔ گویا صنعتی کا مقابلہ ایسے زبردست اور بلند پایہ شاعروں سے تھا۔ یہی اس کے حقیقی مخاطب بھی تھے۔ بلند ذوق رکھنے والے شعرا کی موجودگی کا اثر کسی ادبی کارنامے پر نہایت ترقی پرور ثابت ہوتا ہے۔ صنعتی پر بھی یقیناً اس کا اثر تھا۔ چنانچہ اس کے کارنامے میں، سادگی، لطافت جذبات، اور توضیحات کے علاوہ وہ تمام خوبیاں کم و بیش پائی جاتی ہیں، جو اس عصر کی تصنیفات کی امتیازی خصوصیات ہیں۔

ان تمام خوبیوں کے باوجود، صنعتی اور اس کی مثنوی کو وہ شہرت حاصل نہ ہو سکی، جو دوسرے کارناموں کو حاصل ہے۔ اس کا سبب ہرگز یہ نہیں کہ "قصۂ بے نظیر" دوسرے کارناموں کے مقابلے میں قابلِ فراموش تھا۔ بلکہ اس کا اصلی سبب یہ ہے کہ یہ مثنوی، عرصہ تک نظروں سے اوجھل رہی۔ اس کا کوئی مخطوطہ یورپ کے کسی کتب خانہ میں موجود نہیں ہے۔ ہندوستان اور دکن

میں بھی اس کے مخطوطے عام طور پر دستیاب نہیں ہوتے۔ جہاں تک راقم الحروف کو علم ہو سکا ہے، اب تک اس کے صرف دو قلمی نسخوں کا پتہ چل سکا ہے۔ ان میں سے ایک نسخہ کتب خانہ جامعۂ عثمانیہ، حیدرآباد دکن کا مملوکہ ہے۔ دوسرے نسخے کے متعلق مولوی عبدالحق صاحب، معتمد انجمن ترقی اردو، اورنگ آباد کے ایک خط سے معلوم ہوا کہ وہ انجمن کے کتب خانے میں ہے، لیکن یہ نسخہ ناقص ہے۔ کتب خانہ جامعۂ عثمانیہ کا نسخہ مکمل اور صاف ستھرا ہے۔ یہ خط نسخ میں لکھا ہوا ہے۔ اور ۶، ۸ × ۱۶ انچ کی تقطیع کے (۹۲) اوراق پر ختم ہوا ہے۔ ہر صفحہ میں نو (9) سطریں ہیں۔ کاغذ قدیم دیسی کھرا ہے۔ عنوانات کی جگہ سادہ چھوڑ دی گئی ہے۔ اس میں کوئی تحریر یا ترقیمہ، متن کے علاوہ موجود نہیں ہے۔ اس لیے اس کی کتابت کے سنہ اور کاتب وغیرہ کا کچھ پتہ نہیں چل سکتا۔

ابتدا میں لوح کے اوپر اور اختتام پر "میر محمد مظہر علی" (۱۳۱۶ھ) کی مہریں لگی ہوئی ہیں۔ یہ نسخہ کتب خانے میں داخل ہونے سے پہلے، مولوی میر مظہر علی صاحب، مولوی کامل، وکیل، ہائیکورٹ حیدرآباد دکن کا مملوکہ تھا جو، مولانا سید شاہ حافظ شجاع الدین (سنہ ۱۱۹۱ھ-۱۲۶۵ھ) مصنف "کشف الخلاصہ ہندی"۔ کے نواسے ہوتے ہیں۔ یہی نسخہ اس ترتیب کی بنیاد ہے۔ صنعتی کی مثنوی کا سب سے پہلا تذکرہ، کتب خانہ جامعۂ عثمانیہ حیدرآباد دکن کی توضیحی اور تفصیلی "فہرست اردو مخطوطات" مطبوعۂ جامعۂ عثمانیہ

(۱۹۲۹ء) میں کیا گیا ہے۔ اسی زمانے میں مرتب اوراق ہذا نے، اس پر ایک مضمون رسالۂ "معارف" بابتہ ماہ اپریل ۱۹۳۰ء (م ۱۳۴۸ھ) میں شائع کیا تھا۔ ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور، پروفیسر اُردو جامعۂ عثمانیہ کی تالیف "اردو شہ پارے" (جلد اوّل) میں، صنعتی کا ذکر محمد عادل شاہ کے زمانے کے شعرا میں کیا گیا ہے۔ اور اس کی مثنوی سے تین اقتباسات بھی درج کیے گئے ہیں۔

ان چند تذکروں کے علاوہ، صنعتی اور اس کی تصنیف سے متعلق، کوئی اور تحریر راقم الحروف کی نظر سے نہیں گزری۔

حمایت نگر، حیدر آباد دکن۔
شنبہ، ۲ محرم ۱۳۵۷ھ م مارچ ۱۹۳۸ء
عبدالقادر سروری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ثنا بول اول توں سبحان کا — جو خلاق ہے جن و انسان کا

بشر کوں اپس قدرت پاک سوں — بنایا اگن جل پون خاک سوں

اپس ہات سوں راست کر اس شتاب — دھریا مہربانی سوں آدم خطاب

اپس عشق سوں اس کو پیدا کیا — سو اپنی محبت سوں شیدا کیا

رکھیا سر او پر اس خلافت کا تاج — دلایا فرشتیاں سوں سجدہ خراج

دکھایا تکبر عزازیل نے — یتا خیر کا مغز کھایا انے

دھریا جب او باغی نے سجدے بی عار — کیا داغِ فاخرج تے اس داغ دار

گگن کوں ستاریاں سوں گلشن کیا — دھرت کوں رسولاں سوں روشن کیا

زمیں پر شیاطین کوں خوار کر — رکھیا نسل آدم کوں گلزار کر

چنیا انبیا لک پو چوبیس فراد ۱۰ حسوداں کوں ان آگے کیا خوار زار

کیا نوح کی قوم جب لے غرق — دیا اس بشارت کوں قاروں زرق؟

توں ادریسؑ کی کر دعا مستجاب — بجز حشر جنت دیا اس شتاب

منگیا دوست دشمن پو تجہ سوں مدد — کیا پشہ لنگ کوں نامزد

توں پیدا کیا سو موسیٰ کوں یوں — کیا غرق پانی میں فرعون جوں

توں موسیٰ کوں فرعون کے ہات سوں — دکھایا اس آتش کوں پھل پانسو

دکھایا او آتش ہرے جھاڑ کر — رکھیا خشک لکڑی میں لک لک ہنر

دیا اس کوں پشتی توں ہارون کوں — زمیں میں اتاریا سو قارون کوں

توں داؤد کے ہات میں سربسر — لھوے کوں کیا موم تے نرم تر

ہوا جب مرض سخت ایوب کوں — شفا دے کیا پل میں اس خوب تو

براہیم کوں بخشیا کرم کر تمام ۲۰ اسمٰعیل اسحاق سے نیک نام

بنا جب یو کعبہ ہوا مستقیم — اسمٰعیل کوں توں بہ ذبح عظیم

ملا کر توں بچھڑے سوں محبوب کوں — دیا روشنی چشم یعقوب کوں

دکھا یوسف حسن کا یک جلا — زلیخا کے دل کوں کیا مبتلا

پون کوں سلیمان کا راز کر — رواں تخت رکھیا پون کے اپر

گئی لوط کی امت جب حد تے بہار — کیا عدل سوں سب زمیں میں اوتار

کہ یونس کوں مچھلی تے بخشا نجات — کیا لطف و احسان صالح سنگات

توں کر خضر و الیاس کوں یک مدد — دیا ان کوں بخشش حیاتِ ابد

توں ایسا محمد کوں بخشا شرف — کہ جاں سب نبیاں کا شرف یک طرف

کہ عیسیٰ کوں آدم نمن نیں پدر — نپایا تچ بخشا سخن کا ثمر

یو دھرتے تھے سب معجزے انبیا — ۳۰ — توں حضرت کوں سب معجزہ او دیا

نپانے منگیا جب توں تر لوک کوں — نپایا توں وہ ذات الیس نور سوں

جو کوئی اس سوں باغی اہے ناپکا — کیا توں دو جگ میں ہے خوار زار

توں یوں دوستاں کا مددگار ہے — بجز شرک سب کوں توں غفار ہے

اتھا توں جداں خلق پیدا نہ تھا — ابھیگا بھی آخر اول جوں اتھا

ازل تیچ ابد میں نپایا یو کل — بہوت تیچ بھایت میں حیرت بدل

دے عرش تا فرش سب مل گواہ — کہ توں ایک ہے نیں ہے دسرا الہ

ترے کنہ لگ کیوں خرد جا سکے — کہ خالق کوں مخلوق کیوں پا سکے

ازل تے ابد لگ جتا کاروبار — قلم تے کیا لوح پر آشکار

دیا دل کے مخزن کوں گیلی زباں — قلم کوں زباں کا کیا ترجماں

تری حفظ رحمت تے اے ذو المنن — ۴۰ — کیا ہے اگن میں سمندر وطن

رکھیا شمع میں روشنی ہور جلا — پتنگ کا کیا جان دل مبتلا

توں روشن کیا چشمۂ آفتاب — دیا کھان میں لعل کوں آب و تاب

نپایا ہے ابرِ گہر بار توں — کیا آب سوں دُرِ شہوار توں

توں پیدا کیا آب سا پاک شئے — کہا کل شئی من الماء حي

رکھیا خاک میں روح و بیا زن — سنواریا جگت کا سکل بھول بن

کیا قطرۂ آب کوں آدمی — رکھیا نیں سویّت میں ایسا کبی

دیا پارۂ گوشت کوں ہوش توں — لبد ہور چشم و بنا گوش کوں

اُسے مایۂ ہوش مندی دیا — رحم میں عجب نقش بندی کیا

سو ایسی جو ظلمات تے لیا کو بھار — پچھراتا ہے لیا روشنی میں سنوار

ہدیناہُ النجدین کا رک شرف ۵۰ — دکھایا اسے راہ پستاں طرف

لگا دل کے ایوان کوں فکرِ جام — دکھاتا ہے عبرت سوں قدرت تمام

خمیر ایک سارے جگت کوں کیا — ہر یک کوں نصیب اس کے لائق دیا

کیا محتشم کس کوں کس کوں حقیر — ولے سب ہی تجہ دار کے ہیں فقیر

ازل تے اول رزق توں لک رکھیا — نہ اس میں تے یک تل بھرا کوئی سکیا

ترے امر بن نا ہلے کوئی پات — ترے حکم بن نا کرے کوئی بات

بجسے جس وزا کا کرم توں کیا — اسی میں اُسے رَک کو لذت دیا

کیا ہے کسے جنس میں سرفراز — دیا ہے کسے نعمتِ دل نواز

اپس حُسن میں دلبراں مست ہیں — خوش آوازو بِسپاں سوں ہمدست ہیں

دیا ہے کسے زرفشانی سدا — کیا ہے کسے شاہ کس کوں گدا

تونگر اپس مال سوں شاد ہیں — ۶۰ گدا بے نیازی سوں آزاد ہیں

ازل تے رکھیا جیبہ توں جو قلم — نہ حد ہے کسے بولنے بیش و کم

ترے کام میں نیں ہے شرکت کسے — ترے ملک میں نیں ہے ملکت کسے

پلک میں کتی نقش بندی کرے — ہر یک نقش سار عدم میں دھرے

ہوا نقش اگر گم تو کچھ غم نہیں — کہ نقاش کن نقش کچھ کم نہیں

بجز نقش نقاش موجود ہے — ولے نقش اس باج نابود ہے

رنگارے جو سب رنگ بنالیائے ہیں — ترے رنگ تے رنگ سب پائے ہیں

تجے بے رنگی کا جو ایک رنگ ہے — جو اس رنگ کوں ایس تے رنگ ہے

نہ تجھ سار کا رنگ کوی رنگ سکے — جو رنگریز اُس رنگ کوں نا پاسکے

سعادت سوں کس سرخ کیتا کلاہ — شقاوت سوں موں زرد یک کالیا

منگالا کدہیں لال ہیں آملے — ۷۰ نہ رنگریز پر رنگ کا دعوی چلے

ہر یک رنگ میں ہے رنگ اس شاہ کا — عجب رنگ ہے صبغۃ اللہ کا

نہیں کوئی کہیں ایک ذرہ مگر — جو اوراست شاہد ہے تجھ ذات پر

دو جگ نت کریں روز و تجھ شب نماز — تری ذات اس سب تے ہے بے نیاز

ترا علم و حکمت ہے گھٹنے تے پاک — ترا فضل و رحمت ہے ٹٹنے تے پاک

یو خاکی ترا راز کیوں پا سکے — کہاں ذرہ خورشید لگ جا سکے

ولے سب پہ توں سب گواہی دیا — الانسان سری سو ناحی کیا

ادک فضل و رحمت کر اس خاک پر — دیکھایا توں اس کاہ کوں کوہ کر

ادک آسماں جس امانت کا تاب — نہ لیا سک کہ لرزا ہوے سب شتاب

توں اس خاک ویراں کوں گلشن کیا — سو ویسے خزانے کا مخزن دیا

سمجھتا ہے ہر صاحب فکر سنج — ٨٠ کہ یا ہیچ کوں ہے سزاوار گنج

توں اس خاک ناچیز کوں کر قبول — اگرچہ کہا اس ظلوماً جہول

بھی عاصی پو منت تجھ احسان کا — ہر ایک کام کرتا ایس شان کا

ہمارے من سات جنت سدا — ترے رحم کے دار کے ہیں گدا

چھپا بھوت دھرنا تو ہمنا پہ پیا — ترے پیار کے سب ہیں امیدوار

ترا رحم کر صنعتی پر مدام — کرینگے بو گر کر خرامکا تمام

قضا پر رضا کی اسے چال دے — تو راضی ہے جس ہیں سو او حال دے

کریما کسی کوں جو دیتا ہے توں — سو استے پھر اکر نہ لیتا ہے توں

ترا ناوں ہے اکرم الاکریں — ترا وصف ہے ارحم الراحمیں

جو ایمان کا تاج لے پیار کر — دنیاں میں رکھیا ہے تو جس سیں پر

اسی تاج سوں روز محشر منے — کھڑے کرا سے تجھ پیمبر کنے ۹۰

نبیؐ کریمؐ شفیعؐ امین — رسولِ خدا رحمت العالمین

کہ جس سر پو لولاک کا تاج ہے — سو اس کوں عرش آپی محتاج ہے

ثنا جس کی بولیا ہے سبحان نے — سو طٰہٰ و یٰس قرآن مے

احد میں تجے ناوں احمد دیا — بجز میم بھی فرق کچھ نیں کیا

ترا ناوں اپس ناوں نے ہم قریں — کیا ہور بھیجیا ہزار آفریں

نہ پایا جدا تجھ بدل یو دھرت — سنوار ریا ترے نور سوں سب جگت

تری بارگاہ کا زحل ہے سپاہ — تو ہفتم سماں کا ہوا بادشاہ

کرے مشتری دھر ہزار ان خوشی — ترے حرکتاں پاس آسے کشی

کماں دار مریخ لے تیغ و تیر — تری بارگہ کا ہے جم بارگیر

کنیزنگی لے جاروب ہر صبح گاہ ۱۰۰ سورج نت سنوارے ترا بارگاہ

تری شرع کی دیک ہر انے چال دھری گال پر نیک بختی کا خال

عطارد ترے بارگاہ کا دبیر لکھے تجھ ثنا پر زر افشاں حریر

رین کوں ترے بارگاہ پر انبر لگاتا ہے آکاس دیوا چندر

چندر مشعلہ دار ہو وقت شام جمع کر ستارے کرے تجھ سلام

شرف ہے دو عالم کوں تجھ ذات تے بھی آخر خلاصی ہے تجھ بات تے

ترا ناؤں عزت ہے آدم کے تیں ترا اسم ہے ورد عالم کے تیں

ترا ناؤں ہے ذات بعدے صفات کہ جوں بیج اول نرال پھول پات

دیا توں شرف کاف کن کوں تمام ہوا تجھتے اظہار کل کاف لام

سٹیا دیو تے مارنوں گرد کر رکھیا کفر و فی ترے کوں توں سرد کر

بجایا انوں کے الف تے و شین ۱۱۰ تیپے تب الف جوں کہ بے نیر میں

تجھ انگشت کی تیغ میں کر خبر سٹیا قاف ہور میم ورکے کا خبر

سوسٹ بدر کے روز یکشت خاک کیا کئی ہزاروں سوں لشکر ہلاک

تجھ اسلام کی فوج ہے بیشمار ہزاروں پو بھاری ہر یک یک سوار

ہے تجھ قاف تا قاف روشن الگ تری بج نوبت قیامت تلگ

دو عالم ہے یک تاب تجھ سور تے شرف سب ہے آدم کوں تجھ نور تے

تجلی تے تجہ پائے جب یک جھلک   کئے سجدہ آدم کوں سارے ملک

ہُوِیّت گے خورشید تے لے کو نور   سٹیا نور کثرت پو سب جو نکہ سور

رسالت منے عین توں شہ دسے   ولے نہیں توں روشن نظر ہے کسے

ازل تے جو کوئی تھے جو کوتہ نگاہ   نہ سمجے تجے دیک اے بادشاہ

جو کوئی تھے جو نوشا بہ نیز ہوش   ۱۲۰ پچھانت کے جم جام سوں بادہ نوش

کہے دل سوں تجہ دیک اے شہریار   سکندر رسالت کا آیا بہار

ہُوِیّت ہویدا ہے تجہ راج میں   ابس کوں دکھایا ہے معراج میں

عیاں تجہ میں ہے جلوۂ ذوالجلال   ہے عالم کوں معراج تیرا جمال

سزوار توں جلوۂ ذات کوں   شرف تجہ تے معراج کی رات کوں

ہوا جب توں اس رات براق سوار   سرافیل تھا خاص دو غاشیہ دار

زہے تہسوار وزہے خنگ پاک   کہ جس سم تے البرج تھا چاک چاک

اٹھم ذات کا جلد ہور بے قرار   پھر سات گھم ن منے سات بار

پری زاد ہن آدمی گیان تھا   گگن سا جیسے تنگ میدان تھا

ستارے ہو یو گگن پر سکل   سٹیا خوے کی بونداں او براق چل

سو براق ہور برق میں حرف اک   ۱۳۰ الف کا زیادہ ہے اے مرد نیک

اسی تے ہے فاضل الف فرق بھی کہ براق فاضل ہے نت برق تی

الف کوں توں ایک حرف گر نہ دیک الف یوز یادہ سو ہے الف ایک

دیا جب بوجیاں ویسے ترنگ کوں صفا زمیں تے چڑیا پل میں ہفت آسماں

گئے اُمّ ہانی کے گھر تے نکل ٹک ایک سیر دیکھیا توں قدرت سکل

گگن کیاں سزیاں سات نو چھوڑ کب گیا سدرۃ المنتہیٰ پاس جب

کہارہ گے واں پیک پیغمبراں انگے جاتوں اے سرورِ سروراں

جو بو قرب بخشش ہے حق تے تجے انگے یک قدم کی نہ طاقت مجے

اگر یک سرِ مُو ہے انگے آوں گا تو نور جلالت تے جل جانوں گا

چلے واں تے رف رف و پر سار ہو سو مشتاق دیدار غفار ہو

گئے واں تے حیت خاص پر دطرف ۱۴۰ لئے قاب قوسین کا تب شرف

سو دیدار اپنا دکھایا تجے عجب ذوق لذت چکایا تجے

سو او ذوق کہنے میں آوے کہاں او لذت بیاں میں سماوے کہاں

وما زاغ کا کحل انکھیاں میں کر نہ واں زاغ دیکھیا نہ واں باغ بر

کسی انبیا کوں نہیں تھی یو بات جو بے پردہ واصل ہے حق سنگات

انو میں جو تجہ میں یتا فرق ہے کہ دیکھیا سنے کوں جتا فرق ہے

کئے تھے جو موسیٰ نے ادنی سوال   نہ دیکھے دکھایا تجے ذوالجلال

انوکوں دیا لن ترانی جواب   ایس شوق سوں تج دکھایا شتاب

توں اس پاک خلوت میں کر فکر تام   نہ کینا سلام اس جو اوتھا سلام

کہا التحیات للہ شتاب   سنیا السلام علیک کا جواب

دیا جب یو تشریف رب العباد ۱۵۰ کیا آخر امت کوں بھی اس میں یاد

فاوحی الی عبدہ کا شرف   بزاں حق تے نازل ہوا تج طرف

توں حق سات مشغول ہوا راز سوں   سنیا راز بے حرف آواز سوں

جو امت کا آیا سخن درمیاں   اول فرض ہور واجباں کاں بیاں

جب امت کے آساں کئے کئی سبب   کتک فرض بخشائے تو با ادب

منگیا مغفرت سب بدل بعد ازاں   سنیا عفو کا بھی جواب بیگ واں

جو کچھ فیض اس بارگہ تے لیا   سو ہر یک کوں اسکے موافق دیا

ازل تے ہمن بخت ہیں نیک خواہ   جو تجہ سا ابد لگ ہے ہمنا پناہ

تری خوشنودی حق کوں مقصود ہے   توں امت کی بخشش یہ خوشنود ہے

کہا کافراں کوں دنیاں کے بھیتر   دما کان خالق نے تجہ یاد کر

جو کئی تجہ پو ایمان یا لیائینگے ۱۶۰ سو دوزخ میں کیوں کہ او جائینگے

تر ے تابعاں ہیں خدا کر قبول   کہ بولیا خدا من یطیع الرسول
چلے صنعتی سو تری بات پر   دو جگ میں اتوں سرافراز کر
ترے پاس رہنے کی ہے آس اوس   رکھ اپنے کرم سوں اپس پاس اوس
کرا اس خاک کوں یک نظر سوں کنچن   بحق چار یاراں حسین و حسن
نہ دھرتا ہوں کچھ تحفہ از بہر خود   تری بارگہ میں بغیر از درود
اچھو حق تعالیٰ تے نازل سلام   بر اصحاب بر اہلِ بینش تمام

اِناہفس توں اے صبح صادق ابرا   کہ ہے صدق ہوں پاس کی دل کوں آس
اناشب توں داماں مشکیں لپیٹ   اِنادن توں دامن میں گوہر سمیٹ
انا باہر آیا سرج تاب سوں   اِنا اٹھ توں اے مرغ خوش خواب سوں
اناتوں بھی اے طبع خوش بزم کر ۱۷۰   اِناتوں بھی اے دل گہر نظم کر
انا اے خرد گنج در گنج ہو   اِنا اے طبیعت گہر سنج ہو
اِنا چشمہ خضر ہو توں دہن   اِنا بول اے مایہ خوش سخن
اِنا اے قلم کر توں گوہر نثار   اِنا اے ورق ہو توں گوہر نگار
اِنا چل توں اے ابر مشکیں شتاب   برس ہبیں بو کافور کے مشک ناب

سیاہی تے تج آب حیواں نکال — کہ تج خضر کا مدح آیا اتال

عجب خضر خضر مسیحا نفس — سدا جس مریداں کا فریاد رس

چلے عرش تا فرش وو پاک نام — سو ہے خلوتِ خاص اس کا مقام

ولایت کی اقلیم کا تاج دار — کرامت کے میداں کا شہسوار

شریعت کے ایواں کا نور توں — حقیقت کے آکاس کا سور توں

ولیاں معرفت تج تے سب پائے ہیں ١٨٠ — ترے ہات کی جھاڑ سب لائے ہیں

نبی کا جلایا ہے توں دین سب — محی الدین حق نے دیا تج لقب

ولیاں کو سبھی عاشقی شان ہے — ولیکن توں معشوق سبحان ہے

نبی کے چلن تے ہوے نیں جدا — کرے فقر سب فخر تج تے سدا

ترا یاد ہر دل کوں صیقل ہوا — کیلی دل کی تجہ ناؤں ہیکل ہوا

اچھے کام اگر قفل یا سخت تر — ترا نام کیلی ہے اس قفل پر

ہر یک دل جو غفلت تے پایا ممات — اسے ہے ترا نام آبِ حیات

نہ شیطان سکتا ہے کرنے گذر — ترے کمتریں مریداں اوپر

کہ شیطان کاں یوں سکت پا سکے — جو تیرے مریداں لگو آ سکے

رکھیا کوئی ایس دل میں تج سوں نیاز — کیا توں دو جگ میں اسے سرفراز

گدایاں ہیں تجہ دار کے سب غنیاں ۱۹۰ کہ تجہ دار کی گرد ہے کیمیا

ہُویّت کے مشرق کا جن سور ہے توں کسوت میں اوس سوں کا نور ہے

سکل عارفاں میں ترا پاک نام دِسے راست جیوں مقتدیاں میں امام

پیا جام توں خاص اخلاص کا ہوا رازداں خلوتِ خاص کا

توں اسنے کیا علم سار احصول جسے علم کا باب بولے رسول

سیادت تے روشن ہے ہسر پر چھتر سہایا ولایت کے مسند اوپر

سو خاتوں کے گلشن کا ہے بار تو حسنؓ کے گھرانے میں سردار توں

حسن ہور حسین کی انکھیاں کا نوں نور اچھو چشم زخم اس گھرانے تے دور

توں او شاہ عالم جہاں گیر ہے کہ تجہ باٹ کی خاک اکسیر ہے

کرے لطف ہور قہر کی تجہ نظر گہر کوں پتھر ہور پتھر کوں گہر

خدا کے نبی کا ترے پر ہے پیار ۲۰۰ ترے پیار میں ہوں میں امیدوار

کرم سوں مرے حال پر کر نگاہ کہ ہر دم ترا نام مجہ دست گاہ

الیس لطف سوں کر دعایو قبول بہ حقِ امامینِ جفتِ بتول

اچھے گر مجے جان دل سو ہزار تو او سو ہزاراں ہے تجہ پر نثار

ترا مدح خواں ہوں سب احوال میں ترا وصف گو ہوں سب اقوال میں

ترا وصف اظہار تے بھار ہے   تری ذات خورشید اظہار ہے

سخن گنج ہے عالم الغیب کا   سخن موج زن ملکِ لاریب کا
سخن بادشاہِ جہاں گیر ہے   سخن مس کے عالم کوں اکسیر ہے
سخن کا عجب ہے گگن تے حباب   جو یک پل میں لیتا ہے کئی آفتاب
سخن کا عجب کچہ قوی باز ہے   ازل تا ابد جس کوں پرواز ہے
عجب ہے سخن کا شجر سربلند ۲۱۰ عجب ہے سخن کا سمند ارجمند
سخن کا عجب مرد ہے بالیقیں   سدا اردیدار اوس ہے لعیں
سخن کا ورق سوخت تے دور ہے   مراداں کے نقشاں سوں معمور ہے
سخن گر نہوتا نوا بنیک ذات   نہوتا کدہی شش جہت شش جہات
جیلا وے سدا خوش سخن جان وتن   دم عیش اوسے ہے گواہ سخن
سخن ات مٹھائی میں حلوا ہے   سخن سفرۂ من وسلوا ہے
سخن فیض ہے عالم الغیب کا   سخن نقش ہے جیب کے جیب کا
سخن کا عجب خوان معشوق ہے   زباں جس کندوری یو فاشوق ہے
خزانہ ہے حق کا سخن کا بیاں   کہ ہے جس خزانے کوں کیلی زباں

سخن کا سدا سبز گلزار ہے — سخن کا سدا گرم بازار ہے

جو کچھ ہے شہادت میں ہور غیب ۲۲۰ — سخن کے سماتا ہے آجیب میں

جتا خلق پیدا ہے یک بات سوں — اہے شاہد اس بات کا کاف و نوں

جہاں کالبد ہور سخن جیو ہے — سخن جیو ہور جیو میں پیو ہے

سخن طبع کے کھن کا دامان ہے — سخن چشمۂ غیب آسمان ہے

رکھن ہار سر سبز دل کا چمن — سخن ہے سخن ہے سخن ہے سخن

سخن کا نمک جس کوں تقریر ہے — نمک جس میں ہے او جہاں گیر ہے

سخن خوش لگے بخت کے سوں تمام — کہ ناخوش ہے میوہ سدا ناتمام

نہ ہر کوئی سخن کا سزاوار ہے — نہ ہر قطرہ لولوئے شہوار ہے

نہ ہر کھن منے صاف جوہر اچھے — نہ ہر کج کی منتک میں گوہر اچھے

نہ ہر نافہ خوشش باش نافہ کرے — نہ ہر یک مگر سر میں عنبر دھرے

اگر شیر نر ہوویں سارے چتل ۲۳۰ — تو شیراں نہ پاتے کدھی یک جتل

اگر خوش ادا مرغ گاتے تمام — تو ققنوس سوں کیا رہتا قیسر نام

اگر ہر ستارا اچھے آفتاب — توں خورشید کوں کیا رہتا آب و تاب

سخن سنج شیریں ستے بھی رہیا — کہاں نیشکر ہور نے بوریا

کریں بہوت کئی موم کے انب راس ولے آنب کی کان ہے لذت سو باس

کہاں ہو کو دن تے شعر سلیم کرے کاٹ کان ارّہ برگ نیم

سخن میں کا بھی کوئی کاڑے رتن سخن داں سمجتے ہیں قدر سخن

زیادہ ہے نزدیک اہلِ قیاس سخن بولنے تے سخن کا قیاس

سمجتے اگر سب سخن کا قرار تو ہرگز نہ رہتا سخن کا وقار

سکل مرغ کھاتے اگر نیشکر تو شکّر نہ رہتی زمیں کے اوپر

نہ گوہر کوں پوچھے بجز گوہری ۲۴۰ نہ جوہر کوں سمجے بجز جوہری

نہ محنت بغیر یو گہر ہات آئے نہ چھیدے بغیر کان میں دُر سہائے

کدہی کوی قیمت سخن کا نہ پائے جو یو بے بہا، بے بہا ہات آئے

سخن کا خزانہ نہ سر سیں کدہیں نہ یو در طبیعت بسر سیں کدہیں

سخن لعل ہے عقل کے دُرج کا سخن سور ہے لامکاں برج کا

سخن کا سدا سور پر نور ہے سخن کا سدا ملک معمور ہے

دکھاوے سخن نت سمجہ دار کوں ہر یک کس کی دانش کی مقدار کوں

جسے عقل کامل توی تر اچھے سخن میں وہی سب پو سرور اچھے

دیا ہے توں بھی عقل دھرتا ہے تو جو کھم کو سٹے پل میں پائیں سو تو

اہے عقل گرچہ کسوٹی سخن | خرد کا ہے صورت خرد مند کن
دسے روشنی جلوہ گرتا ابد ۲۵۰ | خرد سو سخن ہور سخن سو خرد
اچھو جم خرد کا علم تابدار | اچھو نت زبان سخن شہریار
خرد جم اچھو باغبان سخن | سخن نت اچھو تازگی کا چمن
خرد کا اچھو نت سرج تابدار | سخن کا اچھو نت گہر آبدار
خرد تے چلے جم سخن فوج فوج | اچھو اس دریا پر سخن موج موج
نہ اس گوہراں کوں اچھو بیش وکم | بھرو اس دُراں سوں مرادرج جم
مکمل ہے اس دور میں پورتن | کہ ہے دور یو دور شاہِ سخن
دیا اس گہر کوں عجب آب وتاب | شہنشاہ کے طبع کا آفتاب
سدا فہم جس کی کیا بندگی | سخن جس سخن تو لیا زندگی
جس اس کا سخن دل کوں ارشاد ہے | سخن شہر میں شہر استاد ہے
ہوا خاتم الحق سخن شاہ پر ۲۶۰ | سخن کی صفت یاں تے توں ختم کر
ابتاشہ کی مدحت بدل بانیا | سخن بحر میں سٹ قلم کا جہاز
اپنا ساقی ادجام یاقوت لیا | سو قوت بدل جیو کا قوت لیا
دمادم پلا مد بھریا او مدن | جو قل قل کروں میں صراحی من

مبارک او ہے جھاڑ جس چھانوں تل — خلق آئیں اسود گی کے بدل

اول ان کوں لیا چھانوں میں عنقریب — بزاں پاک میوہاں سوں بخشے نصیب

وہی جگ میں ہے آب حیواں انام — کہ جس تے سدا فیض ہے خاص و عام

اسی صبح تابانی ہے جگ کوں آس — کہ جس تے اچھے غم کے نس کوں اداس

وہی خضر تے جن مراداں چلائے — سو ظلمت میں لیا آب حیواں پلائے

مسیحا جگت میں وہی آج ہے — کہ جس دم تے سب خلق کا کاج ہے

اچھو جھاڑ سرسبز ایسا مدام ۲۷۰ — کہ جس جگ میں ہے فیض اس تے انام

اچھو کیوں نہ او جھاڑ یوں بار دار — کہ ہے جس سوں آرام ہر یک ہنسیار کا

کہ ہے جگ پو او سایۂ کردگار — اچنبا ہے یو چھانوں پروردگار

محمد شہ دادگر دیں پناہ — کہ ہر دم محمد جسے دست گاہ

براہیم کے بعد از ہوا نامدار — جگت میں محمد شہ کامگار

سلف تجہ گہر تے لئے آب و تاب — کہ دریا نے پایا ہے گوہر تے آب

کئے سب شہاں فخر ایس بخت سوں — کریں بخت نت فخر تجہ تخت سوں

دکھن کا توں ہے خسرو تاجدار — جتے تاجداراں و تے باجدار

جتنے باج گذار

اہے حکم تل تجہ عرب ہور عجم　　شہاں تجہ سرج کن ستاریاں تے کم

شریعت منے عالم آرا ہے توں　　سو پیار محمدؐ کا پیارا ہے توں

تجمل کوں توں اے شہے نامور　　۲۸۰　　سرج کا ہے چوندھل گگن ہشت پر

ظفر نت تری بارگہ کا وزیر　　سدا عقل تجہ ہات کا دستگیر

کرے ملک گیری آیوں شتاب　　کہ جوں پل میں لیو ملک آفتاب

حریفاں ہیں تجہ رزم کے نزد بر　　مکدر ہو شش جہت میں سربسر

کرے جم توں ہر جنگ میں درنگ　　حریفاں کے سر مہرۂ سرخ رنگ

کرے نت تجہ اقبال تے سربسر　　سو رستم کے سب کام تجہ یک نفر

جتے خسرواں بندگی تجہ کریں　　سدا در پو تجہ سروراں سر دھریں

جو کوی سر رکھیا در پو اس بندہ وار　　کیا سرفرازی سو اس تاجدار

اگر ہے سفاہان و گر روھن زنگ　　بخشنے کوں تجہ فیض کے بے درنگ

بخشش خلق کوں آب گل کے نگر　　لیا خلق کے پل میں دل کے نگر

دلاں کے نگر میں شہی تجہ سہائی　　۲۹۰　　پرم کے نگر میں بھری تجہ دھائی

مدن کا چمن جب تے پایا جمال　　نہ دیکھیا ہے تجہ سار کا نونہال

مدن نیں ہے بلکہ مدن روپ تو　　مدن مست تجہ مدن شوق سوں

کرے جم تجھ ایراں آ جگ پتی گہر کا طبق لے چپندر آرتی

جتے سر کشاں حکم سوں تجھ اسیر توں فرماں ہارا او فرماں پذیر

ادک جشن کے ملک کا شاہ توں عدالت کے آکاس کا ماہ توں

کیا پایۂ عدل کوں استوار لیا دین ایمان تجھ تے قرار

تری بخشش و فضل کا باغباں جگت کے کیا شش چمن بوستاں

اگر ابر برسائے بارانِ تر ترا ہات برسائے لعل و گہر

برستا ہے تجھ ابر احسان جیوں نہ برسے کدہی ابر برسات یوں

گگن زر فشانی تے تجھ کر سوال ... ۳۰۰ سٹیا کہکشاں گل میں موتیاں کا مال

خلایق کے دل اے شہے کامگار تجھ احسان کے دام کے ہیں شکار

نہ کس شاہ تے یوں کدہی نیں ہوا کہ نیں آب احساں یو ہے کیمیا

ہر یک شاہ کُئی فن میں نامی ہوا توں سارے ہنر میں گرامی ہوا

دنیاں میں جو کچھ ہے سو علم و ادب تری یک بچن کا ہے تفصیل سب

جھلک تجھ بچن میں دسے یوں نتاب کہ جوں سور میں تاب گوہر میں آب

دسے تجھ عبارت میں روشن نکات سیاہی کی ظلمت میں آب حیات

سخن پروراں کا توں پرکھے سخن رتن پارکھی جیوں پرکھتا رتن

تری قدر دانی سوں اے شہر یار — ہنر کا خزاں جا کو آیا ہے بار

دکھایا ہنر کئی ہنر مند طوس — ولے شاہ محمود نیں گر فسوس

دے سکہ جو ماریا خزانے پو مہر — ۳۱۰ توں مصری پو بخشے ہزاراں سو مہر

کرے پیار جم توں خرد مند کوں — خرد مند کوں ہور ہنر مند کوں

ترا پیار ہے یوں ہنر مند پر — پدر کا نہیں پیار فرزند پر

ہنر مند اچھے طفل جوں ماں کے پاس — ترے پیار کا دل میں رکھتا ہے آس

اگر جگ ہے تب لگ توں اے جگ پتی — چندر بھان ادر پو تجہ در پتی

تری وصف میں اے اشہے کامراں — زہے بار گاہ سخن پروراں

سزاوار تھا یوں کہ اس گنج پر — دعا پر رکھوں مہر تیری اپر

شہاں کے الف سار کی قد خم — اچھو سُم ترے دار سے لیب خم

سدا عیش عشرت سوں یوں راج کر — دیا داں سوں دل کوں معراج کر

اپنا ساقی او جام لیا زر نگار — سدا شاہ کی اچہ لطف سوں کامگار

بھر اس دور اصاف خورشید کا — ۳۲۰ جو بسرے جہاں جام جمشید کا

مبارک شب قدر سی نیک رات — سجے گفت گو تھامرے دل شگات

خیالاں عجب فوج در فوج تھے / سمندر یو موجاں کے در موج تھے

خیالات کا باغ پُر بار تھا / کہ جس باغ کوں انت نا پار تھا

اتھا خوش خیالاں سوں دل باغ باغ / کھلے تھے معانی کے گل جیوں چراغ

جو کچ طبع تے لیائے او گل سوال / کہے دل نے مج کھول بھی قیل و قال

سو القصہ اس ٹھار انپڑی تھی بات / کہ اس جگ میں کس کوں ہے دائم حیات

کیا دل نے روشن مرا انجمن / سو اس دھات سوں خوش بیاں کر سخن

کہ مدام جینے کی تیری برات / نہیں لکہ دئے آج لگ کس کے ہات

ولیکن ہے اوس کے عوض کام ایک / سو دنیاں میں باقی رہنا نام نیک

نہیں جگ میں جینا کسے پایہ دار / ۲۳۰ مگر او کہ جس تے رہے یادگار

رھنا ناؤں باقی بڑا کام ہے / جو یاں ہیں جو کئی جگ میں گمنام ہے

سدا زندگانی اسے ہے شرف / جو دنیاں میں اس تے رہے یک خلف

کہ اس بعد روشن کرے انجمن / خلف خوب روشن ہے سو خوش سخن

جو بولے ہیں یو عارفاں سلف / کہ ہے شعر بہتر سو بہتر خلف

اگر تجھ تے کچ نا رہے یادگار / تو جینا نہ جینا ترا ایک سار

سزاوار یو کام ہے تجھ اپتال / کہ روشن کرے یو سخن کا جمال

الپس فکر کے جلوہ گر کر رتن امر لک رتن سو سخن ہے سخن

معانی کی در جک اپنا کھول تو سو یک قصہ خوب اب بول توں

کہا طبع سوں دل نے یو بات جب ہوا مج طبیعت کوں یک جوش تب

کیا واں تے میں فکر اس بات میں ۳۴۰ کہوں کون قصہ سو کس دھات میں

چھوڑوں کس قصہ کے ترانے کوں میں تیروں کس حکایت کے دریا کوں میں

جو کس من موہن کی حکایت کہوں سو کس گلبدن کی روایت کہوں

سو کس زلف محبوب کوں میں سنوار دلاں عاشقاں کے کروں بیقرار

سو کس برہ کی آگ سلگا شتاب کروں میں فراقی دلاں کوں کباب

سو کس وصل کی میں کھلاؤں گلاں کروں جوں چمن عاشقاں کے دلاں

چلایا بھر انکر کا میں ترنگ کہ جھگڑے کے قصہ طرف یک سنگ

سو کس قصہ رمز کا رک سپیر چلاؤں قلم پر کشش تیز کر

سو کس شہ کے جھگڑے کے میدان تے کروں نیزہ بازی مری گیان تے

سو او پادشاہاں جو تھے تیغ زن سو او پہلواناں تھے جو صف شکن

ہر یک شیر افگن ہر یک شیر گیر ۳۵۰ ہر یک صاحب نیزہ و گرز و تیر

جو ترک اجل سٹ فنا کا کمند کمند فنا میں کیا ان کوں بند

سوان کوں بیاں کا یو امرت پلا ۔۔۔ حیات ابد سوں اجاؤں ہلا
سواتنے میں ملہم نے مجہ دل بھتر ۔۔۔ کہا میں کتا ہوں سو یو نظم کر
نہ کر خیال محبوب کے حال پر ۔۔۔ سیہ زلف ہور گال کے یعل پر
نہ بزمیں نہ بربط نہ چنگ و رباب ۔۔۔ نہ بردف نہ بربای نقل و کباب
نہ براسپ میداں او تیغ و تفنگ ۔۔۔ نہ بر نیزہ و گرز و تیر و خدنگ

کہ پیارے نبی کی روایت ہے یو ۔۔۔ نہ دیواں پریاں کی حکایت ہے یو
نہ یو دہند دستاں منقول ہے ۔۔۔ جو یو رندر نداں میں مقبول ہے
کہ ہے جنس سوں جنس او ناروا ۔۔۔ ہماں سوں ہماں ہور کوے سوں کوا
یو قصہ عجب پاک ہے دل پذیر ۔۳۶۰ جو پاکاں کہے ہیں جسے بے نظیر
تماشا ہے اس میں عجب سر بسر ۔۔۔ جو روشن کریں عاشقاں کی نظر
عجب صنعتاں اس میں ہیں آشکار ۔۔۔ دسے قدرتاں کہ پروردگار
جو اول تمیم انصاری اوپر ۔۔۔ کھڑیا کیوں یہ قصہ عجب سخت تر
سو کس کس بلایاں میں بیڑے انو ۔۔۔ بھی کس دھات ایس گھر کوں انپڑے انو
توں آوس حکایت اپر عزم کر ۔۔۔ نہ بندیا کنے دُرسوں توں نظم کر

ہوا جب یو الہام مج آشکار ۔ یہی پاک قصہ کیا اختیار

اسے فارسی بولنا شوق تھا ۔ ولے کئے عزیزاں کوں یو ذوق تھا

کہ دکھنی زباں سوں اسے بولنا ۔ جو سیپی تے موتی نمن رولنا

اچھے سائن گرچہ مو سیپی میں دُر ۔ یو سیپیاں ہیں سائیں کے قطریاں سوں پر

رکھیا کم سہنسکرت کے اس میں بول ۔۳۰۰ ادک بولنے تے رکھیا ہوں امول

جسے فارسی کا نہ کچہ گیان ہے ۔ سو دکھنی زباں ان کوں آسان ہے

سو اس میں سہنسکرت کا ہے مراد ۔ کیا اسنتے آسان گی کا سواد

کیا اوس تے دکھنی میں آسان کر ۔ جو ظاہر دسیں اسمیں کئی کئی ہنر

ہنر مندگی اسمیں ہے بے حساب ۔ کہ تا پندگیراں کوں ہووے ثواب

توں رکہ کان ناصح کے اقوال پر ۔ نہ کر خیال توں اس کے احوال پر

جو کئے ہیں بزرگاں نے یو پند نیک ۔ کہ گر کاند پر پند ہے تو بی سیک

اگرچہ خطا ہے تو مجہ توں سنبھال ۔ کہ یاں سب خطا بے خطا ذوالجلال

سو ہوتا ہے نسیان انسان کوں ۔ جو انساں مرکب ہے نسیان سوں

نکو کر توں نسیاں پر مجہ نظر ۔ کہ بکتا ہے شکر برابر کنکر

اگر یک سخن خوش لگے جیوں نبات ۔۳۰۰ تو لکڑی کوں لے مول نابات سات

اگر یک گہر مجہ دسے بے بدل — جتن کر توں رشتے کوں گوہر بدل

توں یک بیت ابرال جو ہو و نشاد — توں البتہ رحمت سوں کر مجہ کوں یاد

کہ اول کے لوگاں بھی اے مرد نیک — سو گذریاں یو رحمت کیے خوب دیک

وہی چال چلنا توں کر اختیار — جو رھیگا ترا ناؤں پر یادگار

سو نیکاں تے ہے مجہ کوں امید نیک — جو کرنا قبول اس رسالے کوں دیک

انتھا گرچہ قصہ میں اس اختلاف — صحی کر کو بولیا ہوں ہیں بے خلاف

دیا اس رسالے کوں میں سعی کر — سو ترتیب بارا مقامات پر

ہزار ایک پر سال پنجاہ و پنج — ہوئے تب ہوا پر جواہر یو گنج

منگوں تجہ تے اے خالق خیر و شر — جو توں اس رسالے کوں مقبول کر

خرد کے سرج کوں مر تاب دے — ۳۹۰ بچن کے گہر کوں مر آب دے

خطا تے زباں کو مری رک نگاہ — سخن کے خزانے پو کر بادشاہ

معانی کے گل اس چمن میں کھلا — دلاں کیاں سدا بلبلایاں بولا

ترے فیض رحمت سوں پربار کر — عنایت سوں اس گل کوں گلزار کر

ترا فضل اسے تاج تارک اچھو — سو خوانندگاں پر مبارک اچھو

اگر کوی پڑے اس کوں صاحب بدل — توں حار داں کر توں اسکی سکل

اگر کوی بدل فال دیکھے اسے　　　توں کر نیک فالی روزی اسے
اگر کوئی فراقی پڑے بانیاز　　　ملا اس کے بچھڑے کوں آکار ساز
اگر ناتواں کئی پڑے گا اسے　　　کر اپنے کرم سوں توانا اسے
توں کر مستجاب اس دعا کوں تمام　　　بحق محمد علیہ السلام
لکھوں اب یو قصہ مری گیان تے　　۴۰۰　طلب مجہ تے توفیق سبحان تے
اپتا ساقی لیا جام او زرنگار　　　جو تا ناچڑے طبع کے سر نگار
پلا بھر کو ہر دور وہ صاف جام　　　جو کی ایک جمشید اسکے غلام
قلم اب توں اے "قصۂ بے نظیر"　　　شتابی سوں لک مختصر دل پذیر
نہ کوتہ مطول نہ نزدیک دور　　　کہ اوسط کوں بولے ہیں خیر الامور
حکایت کے گل باغ کا باغباں　　　گندیا ہے یو گل دستۂ داستاں
سو یک دن ہو سوار حضرت عمر　　　سو کر فجر کا فرض منبر اوپر
کئے ابتدا وعظ سب خاص و عام　　　لگے بولنے شرع کی حد تمام
ملے تھے انو پاس یاراں سکل　　　جو ایسے میں یک زن وہاں آئی چل
پوچھی تب کہ حضرت عمر کاں ہیں یاں　　　کہ محتاج ہوں بہوت میں ناتواں
انو سوں مجے آج یک کام ہے　　۴۱۰　جو یک بہوت مشکل مرا کام ہے

عمرؓ کی طرف سب اشارت کئے اسے اس خبر سوں بشارت دئے

نزاں آ انو سامنے کر سلام کری عرض احوال اپنا تمام

کہی مجھ اوپر بہوت ہے سخت حال مرا مرد غائب ہوا چار سال

نجانوں جو غائب ہوا ہے کدھر مجے نیں ہے معلوم اس کی خبر

نہ کھانے کوں کچ قوت ہے مجھ کنے جو طاعت کوں قوت اچھے مجھ منے

جو اس کا ادا مجھ اوپر فرض ہے مرے پر تیتے سال کا قرض ہے

صبوری نہ سہہ بھار گھر سوں نکل تمن پاس اس غم بدل آئی چل

کداں لگ مری عمر کوں ہیں بھروں رضا ہوئے تو عقد دسرا کروں

عمرؓ سن یو فرمائے بھی تین سال صبوری پکڑ توں اپس کوں سنبھال

جو دیکھوں قضا کی رضا کیا ہے پال ۴۲۰ تجے میں رضا دیونگا بعد ازاں

کہی میں ہوں مفلس نہ دھرتی ہوں مال جو تا میں صبوری کروں تین سال

سو حضرت عمرؓ یو سنے بعد ازاں برس تین کا اس دئے آب و نان

ہوے جب برس تین اسکے تمام کری آ کو حضرت عمرؓ کوں سلام

کہی تب نرے بال کھول کر با ادب کہ او خرچ تھا سو ہوا خرچ سب

پریشان ہوں باٹ دکھلاؤ مجھ اپتا کیا ہے رخصت سو فرماؤ مجھ

کہے چار مہنے اپنا صبر دھر   براں میں تجے دیونگا عقد کر

سو یوں بول حضرت عمر بعد ازاں   دئے چار مہنے کا اس آب و نان

ہوے چار مہنے جب اسکے تمام   کہی آ عمر کوں کہ اے نیک نام

تمے جو دئے سو ہوا خرچ سب   مجے کیا رضا ہے سو فرماؤ اب

یو سن بات اس وقت حضرت عمر ۴۳۰ کہے کر کو مجلس طرف کر نظر

کہ ہے عقد کرنے کی حاجت کسے   اپنا میں دیونگا نکاح کر اسے

کہے جب یو حضرت عمر بعد ازاں   اسی پاک مجلس میں تے یک جوان

جو خوش شکل تھا ہور شیریں زبان   جو او تھا عجب صورت نیک شان

کہا مجہ نہ عورت نہ فرزند ہے   سو اس غم تے مجہ دل اوپر بند ہے

رضا پانوں اس بارگہ تے اگر   اپس پاس اسکوں رکھوں عقد کر

ہوا جب یو حضرت عمر پر ضرور   کئے عقد اس کا اپس کے حضور

ہوا عقد بعد از چلیا مرد شاب   اسے لے کوں اس کیچہ گھر کوں شتاب

خوشی سات اپس گھر منے آئے جب   کئے شکر سبحان کا بہوت تب

سو کر مرد پرہیز اس نیک رات   کہا یوں محبت سوں عورت سنگات

جمعہ رات ہے رات طاعت کی ہے ۴۴۰ جو یو رات حق کی عبادت کی ہے

جو بندے کی خوبی ہے اس بات میں | جو چالاک اچھے او عبادات میں

اپس نفس کے کام سب پائمال | دھریں ہور کریں طاعت ذوالجلال

ہمیں ہور تمیں آج کی رات میں | کریں شغل اپنا عبادات میں

کہی بہوت خوبی کی یو بات ہے | جو حق سات اچھنے کی یو رات ہے

تب اس وقت او مرد وضو ساز کر | خدا کی عبادت میں باندیا کمر

او عورت بھی حجرے تے آئی نکل | انگن میں وضو کرنے بیٹھی بدل

کہ ناگاہ یک شخص جن کے نمن | کھڑے ہور ہیا آ کو اسکے انگن

نہ تھا کچہ بجز پاک پوشاک اسے | ضعیفی سوں تن بال اسکا دسے

لنبے پن سوں نکھ وسکے ہاتاں پگاں | سو پنجے تھے فیلاں نمن سر بسر

نہ باقی تھا اس میں کچہ روپ و رنگ | ۴۵۰ بندیا میل سوں سکے ادرین پوز

ہوا تھا بیتا شکل سوں بے نشان | جو دیکھت اجل اس سکے پاچھان

کری جب او عورت کا یک نظر | پڑی ڈر کو لاحول اسے بھیج کر

کہی کون ہے توں جو آیا ہے یاں | کہ تجہ میں نشانیاں ہیں سب دیو کیاں

کہا گھر یو دائم مرا ٹھانوں ہے | تمیم الضاری مرا نانوں ہے

اپس زن کا او نانوں لینے لگیا | نشانیاں اپس کیاں سو دینے لگیا

کہی کاں ہے یو بات مجہ ہے گماں کہ جناں بی و تیے اپس کوں نشاں

سچی جن اہے (کہاں) توں نہ انسان ہے نہ انسان کی تجہ میں (اپنے) کچہ نشان ہے

ہوے چار مہنے برس سات پر نجانوں جو غائب ہوا ہے کدھر

مجے نیں خبر او جیا یا موا توں کاں سوں تمیم انصاری ہوا

کہا میں تمیم انصاری (وہ) ہوں جان ۴۶۰ ہوا تھا سو غائب وہی ہوں پچھان

یو سن ردبدل بھار نکلیا جوان ملے سب محلے کے لوگاں بھی واں

(ردّو قدح) (باہر)
کہے کون ہے ہاں آدھی رات کوں جو اس بھانت یو بات کرتا ہے توں

سیاست عمر کی تجے نیں سمج کہ دعوا توں کرتا ہے اسدھات کج

جو اس بات کا لے ہوا شور و شر اپس میں اپی سب جنے (لوگ) فکر کر

سر انجام اس کام کا یوں کیے سو آخر کوں اس بات پر نہ دیے

کہ سب مل منیں آج کی رات یاں اچھو صبر سوں فجر لگ کم زباں (بغیر ابولے چالے)

بزاں صبح کوں جاو سب مل نکل عمر سامنے مصطفی کے بدل

ادب سوں بزاں آگے رو یک بک جدا جو ناگہ ہوا صبح کا ابتدا

ہوا رات میں (ہے وہ) صبح کاذب شروع کیا صبح کاذب میں صادق طلوع

چندر کر کو تاریاں کی تسبیح تمام ۴۷۰ چلیا بیگ تہجد کا بھور اسلام

سو مشرق کا قاضی وضو ساز کر — پیٹھا حکم سوں محکمے کے اوپر
فلک ہو کو خوش واں سوں ہنسنے لگیا — جہاں کا چھپا راز دسنے لگیا
سب اوس وقت وانتے چلے سب نکل — عمر سامنے اوس تقاضے بدل
کیے جا کو حضرت عمر کوں سلام — کہے رات کا حال اپنا تمام
یو سن حال حضرت عمر سر بسر — اپس میں تعجب سوں لے فکر کر
چلے لیکو ان کوں اپس کے سنگات — کہے جا کو حضرت علی سوں یو بات
علی نے کہے راست یو بات ہے — نبی مجہ کوں بولے سو یو بات ہے
کہ مجہ بعد کئی دن کوں ہوئیگا عیاں — تمیمِ انصاری کا ایک قصہ بیاں
یقیں کر کہے تب عمر سر بسر — کہ لَولَا عَلِیٌّ لَهَلَكَ العُمَر
تمیمِ انصاری نے یو سنکے بات ۴۸۰ — علی شاہِ مرداں کوں مانگے حیات
بڑاں شہ نے کر انکوں تعظیم سب — اپس پاس حرمت سوں بسلا کے تب
کہے ابتدا سوں تمارے اوپر — ہوا ہے سو قصہ کہو سر بسر
کہ تا جگ کے صفحے پو رہے یادگار — تمارے تے یو قصۂ ناموار
اپنا ساقی یو دور آغاز کر — حریفاں کی آ بزم کا ساز کر
جو نا پا زمانے کے غم تے نجات — کہ ہوں درد و غم دلکے یاراں سنگات

حکایت کیے راوی نے کر خوش قلم   چلاتا ہے یوں اس بیاں کا رقم

کہ حضرت علی یوں کیے حکم جب   تمیمِ انصاری کہے کھول سب

کہ اے جانشینِ شہ کائنات   مجے غسل حاجت ہوا ایک رات

کہا گھر میں عورت کوں آہستہ نرم   کہ پانی توں کر غسل کوں جلد گرم

نزاں دی او عورت مجے یوں جواب ۴۹۰ کہ پانی کوں کرتے ینا کے شتاب

(بعد ازاں) یدی گرم کرتی ہوں ٹک صبر دیو   ہنیں یاں تے تمنا (اتنا) لیجاتا ہے دیو

جو ایسے میں یک دیو آ سخت تر   اوڑیا (اڑا) واں تے لے مجہ ہوا کے اوپر

کیا میں جو اس کی طرف جب نگاہ   دسیا مجہ نین تل جہاں سب سیاہ

جسے تھا سنیا کھن نمن سخت تر   سکل تن پتھر دل (نیچے) وجڑتے بھتر

اتھے ہات اوس جھاڑ کینکر کے سار   دہن غار سا سیس تھا جوں پہاڑ

جو بن ہار تھے بال اسکے سکل (نگر)   انھا تن سکل گھونگرو کا جنگل

بڑے (چھپنے والے) پن میں ایسا شیاطین تھا   ولے شکل میں سخرہ (کھو گھرو) جبین تھا

سو اڑنے کے اس میں کرو کیا بیاں   او ابرِ سیہ برق تھا بے گماں

مجے لے چڑیا دور ہوا میں او یوں   کہ ڈونگر (پہاڑ) دِسے بیضۂ مرغ جوں

اوڑیا واں تلگ لے مجے بیگماں ۵۰۰ کہ نزدیک تھا کرۂ ناروان

سٹیالے کو آخر مجے سخت تر طبق پانچویں میں زمیں کے بھتر

پچھاڑی جب اپڑے مجے سخت تب گیا یا علی ہوش میرے تے سب

پچھاڑی میں اس جیو جاتا نکل ولیکن موا نیں ہے گئی بے اجل

پڑیا تھا کتیک وقت واں سُدبسا سو یک پہر بعد از ہوا میں ہشیار

آنکھیاں کھول کر دیکھتا ہوں تو واں نہ تھا آدمی زاد کا واں نشاں

مگر دیو ہور جن و شیطان تھے نَسَاسان ہور غول بیابان تھے

ولے ان ہیں جو تھا نَسَاساں کا ٹھاٹ کلیجا تو ان کا دسے پیٹ باٹ

جو غولاں جو تھیاں حسن میں ہے بدل اتھیاں زہر امرت بلیٹیاں سکل

بھی دیکھیا کتیک خلق گئی وھات کے سو کئی شکل کے بھانت بھانت ذات کے

کتیاں کی انکھیاں سر پو موں پیٹ ہم ۵۱۰ کتیاں کے ننگے ہات او لٹھے قدم

کتیک رنگ ہور روپ میں بھیل کتیا نکے بڑے کان جوں فیل سے

کتیک شکل میں خوک سے ناپکار کتیا نکی بڑی جیب بینے تلار

کتیاں کیا اتھیاں صورتاں مارکیاں کتیاں کیا دُمالکژ دماں سارکیاں

کتیک صورتاں کا کروں کیا بچار سراں دو انکھیاں تین ہور ہات چار

کتینک فیل سی شکل و صورت دھریں　　کتینک اونٹ سی کاڑ کر دن پھریں
کتینک شکل میں گاو بھر میں ترنگ　　کتینک روپ میں ریچھ تن میں پلنگ
کتینک اُن میں ہیموں سے گردر بیس　　کتیاں کوں سنگاں شیر یو جوں گاو میش
کتینک آدمی سے کریں سر اوپر　　ولے دھڑ تلے کا دھریں جوں مگر
کتیاں کے سراں پو ہر سار شاخ　　کتیاں کے شکم فیل جیسے فراخ
کتینک پیر صورت کتینک جوں پلنگ　　۵۲۰　کتینک پیل تن شکل میں جوں پلنگ
کتینک چال خرچنگ جیسی چلیں　　کتینک دال پایا تمن دل ملیں
کتینک سخت اندام جوں خوار دشت　　اتھے سیس تے ناک تک سب درخت
بھی دیکھیا کتینک خلق العجب　　کہ تقریر میں نا کہیا جائے سب
کتیاں کی جو صورت کا بولوں بیاں　　جو کچھ تھا امر ہوا و بالعکس واں
بھی جا گے کا اس میں کر دن کیا بچار　　کہ یک تل برابر نہ تھا وا ہموار
سو کئی اژدھا ہور کئی پاڑ تھے　　سو ہر طرح کے گوں کے غار تھے
سکل بھویں جو دستی اتھی جھار کے　　جتے خار اس خنجراں سار کے
ادک محنت و درد سوں بے حساب　　ابادان بھتی او زمین سب خراب
عجب او زمیں مجہ دسی ہولناک　　کہ جس دیکھتے آدمی ہوئے ہلاک

نہ اوس میں یو کچھ حال چلنے کی ۔ ۵۳۰ نہ اس خلق میں آدمیت کی باس

جتا خلق واں کا سر انگیز تھا ۔ او جا گا بھی ویسا چہ خوں ریز تھا

نہ دھرتا تھا کچھ شرف ہر طرف ۔ کہ جاگے کوں ہے آدمیاں سوں شرف

نہ اچھتے انوں میں جو سخنی کے فن ۔ تو سخنی میں ویسی نہ کرتے وطن

دو جگ میں دو ہی منزلاں حق نے دیک ۔ بوریاں کوں برا ہور نیکاں کوں نیک

پریاں کوں جم کچھ واں کیا تھا سجان ۔ تمیم انصاری کہے یوں بیان

انا ساقی او لیا شراب کہن ۔ جو شیشے میں ہے جوں پری کے نمن

کہ تا او پری کر حریفاں کوں مست ۔ سدا دیو کوں غم کے دیوے شکست

چلاتا ہے مجہ طبع کا شہسوار ۔ ترنگ یوں معانی کے میداں مجھار

کہ یوں شاہ سوں کھول بولے تمام ۔ تمیم انصاری نے اول مقام

جو ایسی بلایاں کے آفات میں ۔ ۵۴۰ میں بیٹھیا تھا جیو لے ہات میں

جو ایسے میں واں یک دھلار اٹھیا ۔ جو بولے کہ یک دھرتے بار اچھوٹیا

دھلارا نہ تھا ابر سا کن عجب ۔ کیا دشت ہور کوہ تاریک سب

اتھا بن ڈھلارے میں بیچارہ ہو ۔ عجب ایک غوغا عجب ہائے ہو

مہابت سوں اس سو کی سر بسر ۔ پڑیا و انکے سب خلق میں شور شر

ہوا کچہ ہوا پر بتا غلبلا ۔ کہ سب اس زمیں پر پڑیا زلزلا

رہواسی جتنے وانکے سب ٹھار ٹھار ۔ کئے غل اپس میں اپیں وُیں پکار

کہ یہ بیر یہ کیا آیا سپاہ ۔ اپیتا اپل میں سب کوں کریگا تباہ

پڑی جب مرکاں میں یوں خبر ۔ لگیا دیکھنے میں ہو لگے اوپر

دیسا تب مجے اس ڈھلاری مجھار ۔ پریاں کا کتک بھا ایک حد بھار

ہوا پر سوں پریاں کے بھار اپ چلے ۔ ۵۵۰ کہ بولے کی دریا کی لہراں چلے

سپہ کوی ان کا تو نا مِن سکے ۔ کہ باراں کے قطریاں کوں گن سکے

انن میں پری ایک سردار تھی ۔ عجب خوبصورت نمک دار تھی

سلح پوش تھیاں ہور شمشیر زن ۔ دلاور اتھیاں ہو تھیاں صف شکن

دسی یوں سپہ دار ساریاں منے ۔ کہ جوں چاند سرکار تاریاں منے

جو اس راں تل تھا عجب یک ترنگ ۔ کہ اڑنے فلک پر نہ تھا اس در نگ

جتیاں جو سب اسکے اتھیاں آس پاس ۔ کیاں تھیاں سپاہی گری کا لباس

سکل چنچلائی منے بے نظیر ۔ اتھیاں آہواں بلکہ او شیر گیر

دسے حسن میں شمع سی بے درنگ   اتھیاں تیغ کی شمع پر جوں پتنگ

کماں دار تھیاں ہور سلح پوش تھیاں   شجاعت منے جوش در جوش تھیاں

سکل نام و ناموس ہور ننگ جوئے   ۵۶۰   سکل کینہ خواہ ہور سکل جنگ جوئے

سکل ہات میں خنجراں آب دار   کمنداں سکل دوش پر تابدار

ہر یک پاس گئی تیغ براں اتھے   ہر یک پاس گئے تیر پراں اتھے

دکھت ان کی فوجاں کا آداب سب   انھایا علی میں عجب در عجب

کہ اس میں ہے سردار او شہ پری   جو تھی سب پر یاں پر او سے سروری

اپس کے کتیک لوگ لے مختصر   تلے آئی بھویں پر ہوا تے اوتر

کہی بہوت تعظیم سوں مجہ کوں ذیک   تمیم انصاری سلام علیک

بہوت پیار سوں بیٹ میر سنگات   مروت سوں کہی لے دلاسے کی بات

کہ یاں آئے سو کچہ نکو کھاؤ غم   اچھو بہوت خوشحال تم دمبدم

کہ سب لوگ اپنے تمیں پائینگے   اپس گھر کوں بہی پھر کو تم جائینگے

کتیک وقت اس دھات سوں مجہ کنے   ۵۷۰   اتھی پیار سوں مجہ دلاسے منے

براں میں بھی تعظیم دے کر تمام   کہا او پری کوں علیک السلام

جو ایسے میں دیواں کا آیا سپاہ   توں بولے کہ یک ابر آیا سیاہ

نجانوں جو یو کاں تے آیا نکل — جوں آئے مکوڑے زمیں تے نکل

ہنی فوج پر فوج انکی چلی — جو انکی دھمک سوں زمیں ڈل ملی

ہوا غل اُنن کا ہنا بیکراں — کہ جس غل سوں گرجن لگے ڈونگراں

انتھا زشت دیواں کا سردار ایک — کہ جلکر مرے جس کوں ابلیس دیک

بری شکل ہور قد منے کیا کہوں — لنبی بات ہوتی اگر چپ رہوں

مجھی دکھائے جس بحر کی آنجیہ بر — سو پانی ہیوے گھن کوں سنستو راخ کر

لنبا ہور چوڑا انتھا جوں پہاڑ — پہاڑاں کوں ہاتاں تے دیوے اکھاڑ

انتھا ہت میں اس آہنی گرز ایک ۵۰ — نہ او گرز تھا بلکہ البرز ایک

انتھا لشکر اس دیو کا بھات بھات — کدالیاں سی نک ہور تشاں سے

کتینک خرس صورت کتینک فیل سے — کتینک جوں سیاہی کتینک نیل سے

سکل بوم سے شوم دیدار کے — سکل نحس صورت زحل سار کے

جتے دیو اتے بحر تن انتھے — سلح پوش سکل کوہ الوند انتھے

ہر یک قد و قامت میں زن کھام تھا — ہر یک ہات میں گرز یک کھام تھا

کتینک ہڈ مچھیاں کی لئے تھے جدا — کہ پیلا نکے ہڈ جن تے بھانی سدا

ہر یک ہات میں کہکشاں سی کماں — ہر یک پاس محور ستی تیر رواں

لیئے تھے کتیک بیچہ تے جھاڑ اکھاڑ　　　لئے تھے کتیک سیس اوپر پہاڑ

دکھت اوپری او کتنک بھار سب　　　چلی اوس پولے فوج فی الحال تب

سو کرنے کوں دیواں اوپر مار مار　　　۵۹۰ چلیا دل پریاں کا ہزاراں ہزار

پریاں کے ترنگ جب ہواتے اوٹھے　　　کہے توں گگن تے شہاباں چھوٹے

ہوا پر سوں پریاں کیاں فوجاں چلیاں　　　توں بولے کہ دریاں کیاں موجاں چلیاں

چلیاں اس طرف تے بھی پریاں خن　　　کتک بھار دیواں کا بادل منن

بجے جب دھمادھم ترنگاں نل　　　سرک لوگ دیکھے جو یو کیا ہے غل

سو دیواں پریاں مل زمیں پر دو رنگ　　　دسے شا سوں جوں شفق مل دو رنگ

ہویاں رو برو جب صفاں بیشمار　　　ہتیاراں سنبھا سو مارے ہنکار

اچائے ترنگاں کوں ادبے فسوس　　　گگن ہور ہیا گرد سوں آبنوس

غصے سوں پڑے یک پو یک سر بسر　　　پری دیو پر دیو پریاں اوپر

جو سینے تے کینہ اپس سارنے　　　لگے یک پو یک بے جگر مارنے

چلائے جو تیراں اپس مان پر ۶۰۰　　　پہاڑاں کوں پھوڑ توے جان کر

ہوے کچھ ہوا پر تیتے تیر ڈاٹ　　　جو پڑنے کوں ہوئی دہو پر تنگ باٹ

دسیں لہو سوں یوں لال تیراں کے بھال　　　کہ تنبول کھا ہیں جو جیب لال

دکھیں

لہو کے دسیں لہو میں یوں سب گہر
کہ جوں بیر بہوٹیاں میں سبزی پر

دسے لہو بھری تیغ کی دھار یوں
کہ تتلی ادہر پان کھائے سوں جیوں

اپس میں اپے سخت رج سوں لڑے
ہزاراں سوں ل زہر از حل تل پڑے

ہما ہم سوں وایک دھماد ھم ہوا
ہوا پر دھلار یکا یک کھم ہوا

او دھمسان تھا اس وضع سربسر
کہ بھمبھین سا واں پڑیا بے خبر

نظر تاب نا لیائی او بھار دیک
اجل بی وجل ہوئی او مار دیک

دساسر سے کئی دیو اسیں پڑے
کدھیں رام لچھمن بھی یوں نیں لڑے

کتیک وقت ایسا کڑا کڑ ہوا
۶۱۰ جو سینہ منگل کا دہڑا دہڑ ہوا

او دیواں اگر چہ زبردست تھے
ولیکن پریاں کے انگے پست تھے

ادہر تے ادہر ہور او دہر تے ادہر
پریاں جائیں دیواں کی صف چیر کر

پریاں یو جلیاں دیو میں ہر سخن
کہ ٹک ابر میں جلد بجلیاں منن

پری آپڑی دیو پر یوں شتاب
کہ دیواں پو پڑتا ہے جوں آک شہاب

دھسی سب پریاں پیر دیواں میں یوں
ستارے رین کے اندھارے میں جوں

سو کئی دیو ہر یک پری بے درنگ
کریں قتل یک شمع جوں کئی پتنگ

یکا یک پکے پان سے سب جھڑے
جتے سرکشاں سرکٹاں ہو پڑے

پڑے یک پو یک رن میں ٹھاٹ　　توں بوسٹے تاڑ کے جھاڑ کاٹ

انھیاں سب پریاں جوں اگن سوز　　کیاں راک اس کوں لیسیاں کو شتاب

لہو سوں اُن کے ہوا بے درنگ ۶۲۰　　جتنا دشت مخمل نمن سرخ رنگ

سکل لہو سوں انکے کیا بے گماں　　دھرے لعل سوں سب گگن ارغواں

ہوا جب ادک لہو کے دریا کوں جوش　　موئے سو چلے جوں بچھیاں زرہ پوش

پریاں جوش میں آ ابلنے لگیاں　　سو دیواں کوں سارے کھندنے لگیاں

لگیاں جب پریاں اس وضع مارنے　　تو عاجز ہو دیواں کے سردار نے

جلیا نھانٹ پریاں کے موتے نکل　　پڑھی جیو کی اسکوں اسکے کبل

نکر سک کیا لت کوں سب پت او　　ہزیمت کوں سمجیا غنیمت و انے

ہوا فتح پریاں کوں دیواں پو یوں　　رین پر اچھے صبح کوں فتح جوں

دیکھت روز اس صبح کے سین کا　　گیا بھاگ کر او کنک رین کا

پریاں انپو غالب ہویاں سر بسر　　کہ جیم صفا غالب ہے دُردی اوپر

پریاں کوں ہوا فتح دیواں پو جب ۶۳۰　　پری بھرکو بولی اشارت سوں تب

کہی بیر پری کن نتیں اب اتیال　　انو کوں لیجا کر ملاو سنبھال

ہوا اسار جس وقت اوبیں تزنگ　　ہوا پر معلق چلیا بے درنگ

میں گھوڑے پو ہور اوپر پریاں مجہ سنگات ۔ چلیاں پو نجہ لیکر کیتیک دین رات
جو یک دن پریاں او مجے باآد ۔ لگیاں پوچھنے آزمانے کوں سب
کہ تمناں کوں معلوم ہے کچہ یو حال ۔ جو کاں تھے تنیں ہور کاں ہیں اپیتاں
دیا جاب میں انکوں یوں سر بسر ۔ کہ وَاللّٰہُ اَعْلَمْ مجے نیں خبر
کہ آیا ہوں کاں ہور جاتاں ہوں کاں ۔ یو مشکل ہوا نیں ہے مجہ پر عیاں
دیا جا میں جب انوں کوں تمام ۔ کیاں او پریاں مجکوں اے نیک نام
اتھے نو طبق پانچویں کے بھتر ۔ اپتا ہیں جو دیسرے طبق کے اوپر
یو سن بات اپس دل میں کر یوں بچار ۴۶ ۔ کدی خوش اتھا ہور کدی زار زار
کر اپنا وطن یاد رونے لگیا ۔ اپس مکھ کوں انجواں سوں دھونے لگیا
کیاں کچہ نہ غم کھا توں اس بات سوں ۔ کہ پونچوگے تم گھر کوں خوش حال سوں
دلاسے سو یوں بول شیریں کلام ۔ بھروسا دیاں دل کوں میرے تمام
بزاں وانتے چند روز میں سیر کر ۔ سو لیایاں مجے پیر پری کے گھر
میں آیا سو سن بھار او آئی بیگ ۔ مرا ناں نوں لیکے سلام علیک
سو حرمت کیاں شرطاں بجا لیا تمام ۔ کہا میں بی اسکوں علیک السلام
بزاں مجہ کوں پوچھی کہ اے نیک ذات ۔ رسول خدا ہیں جہاں میں حیات

کہا میں تب اسکوں آئینک نام　　ہوی رحمتِ حق علیہ السلام

خبر سن کو تب او اٹھی آہ مار　　کری تن پو کسوت اپس تار تار

ادک درد ہور غم سوں رونے لگی　　۶۵۰　سو پلکھاں کوں موتی پرونے لگی

لگی چابنے ہات کی ہیٹ تب　　زر بینا اپس کاسٹی کاڑ سب

سو اس درد ہور غم سوں مدہوش ہو　　پڑی تھی کتیک وقت بیہوش ہو

بھی آخر کتینک وقت کوں ہو ہوشیار　　مرا نانوں لے مجکوں پوچھی پکار

کہ تم سچ کہو مجہ سنتی ایک بات　　اِس انکھیاں سوں دیکھے ہیں او پاک ذات

کیا ہوے دیکھیا ہوں اس ذات کوں　　بھی بوسہ دیا ہوں سو اُس ہات کوں

کہا ہاں یو سن دیکو بوسہ مجہ انکھیاں اوپر　　یہ چلی لے کو عزت سیں گھر کے بھتر

بڑاں اپنے فرزند کوں لیا اوپری　　سو اس دھات سوں شرط مجہ سوں کری

کہ مصحف پڑا وینگے اسکوں اگر　　تمن گھر کوں میں دیونگی بھیجکر

جو کچ علم ہے ہور جو کچ دین ہے　　سو قرآن میں سب او تلقین ہے

یو فرزند اپنا سمجہ کر یقیں　　۶۶۰　سکادو سو سب اس کوں تم علم دیں (سکھاؤ)

کہ بے علم کوں دین کی نیں خبر　　سو بے علم حیوان تے ہے بتر

کہ پُر حوصلہ جاں ہے سردار ہے　　کہ بے حوصلہ جاں ہے واں خوار ہے

شرف پائے ہیں علم سوں سروراں جو ہے علم میراث پیغمبراں
دنیاں میں جو کئی علم پایا نہیں سو دنیاں میں گویا او آیا نہیں
دیکھیا اس میں حسن وقت اس و سوز دیا اس کوں تعلیم میں چند روز
سکھایا میں جب اسکوں مصحف تمام ہوئی بہوت خوشحال او نیک نام
ایس بارگہ میں بولا لوگ سب کری خسروی جشن کا حکم تب
بچھا جا بجا خسروانی بساط منور کئے بزم عیش و نشاط
سنوارے محلاں سوں یک یک تمام بچھائے سوزر بفت یک دھر تمام
مکلل مرصع عجب ایک تخت ۶۰ دھرے لیا کے تا آئے او نیک بخت
مربع انچھا شکل میں با جمال سلیماں کی انگشتری کی مثال
جتے عیش و عشرت کے اسباب سب مہیا ہوے میزبانی میں تب
بزاں تخت اپر آئی او نیک نام پریاں فوج پر فوج کیاں اس سلام
بلا کر بزاں مجکوں لے مان سوں نوازی ایس لطف احسان سوں
جو کئی جو اتھے سردار امیر و وزیر منگا سب کوں دے خلعتاں بے نظیر
سکل روز مجلس رکھی گرم گرم چلیا سور جب غرب کوں بزم بزم
گگن پر چندر بیر پری کی مثال کیا جشن کا سر تے تازہ خیال

ستاریاں کے ساقی سو بھرنے لگے　　گگن پر سکل جوش کرنے لگے

بندی ساز زہرہ اپس ساز کوں　　الاپی خوش آواز گی ناز سوں

بزاں اوپری جشن کا کر خیال　　۶۸۰　کری پھر کو مجلس کو صاحب جمال

ہوے جشن کے مستعدی تمام　　کیاں آ کو رقاص سب مل تمام

ہر یک نور میں حور پر طعنہ زن　　ہر یک چاند تے صاف نازل بدن

دسیں شعلۂ نور سیاں او پریاں　　ولے نھیاں لطافت کیاں پانی بھریاں

او ناریاں اگر نور میں نار تھیاں　　دسیکن براہیم کا گلزار تھیاں

ادہر دور ہر یک برگ گل دھرے　　ولے کاں ہے گل برگ شکر بھرے

دسن مست انکی ہری جاے پات　　ولے کاں ہے ہر یاں بنی آب تات

دسے زلف انکی ہر یک گال پر　　توں یو کہ سنبل ہے گل لال پر

دکھیت چک چنچل شوخ انکے چرن　　بھلی ایسی سب چنچلائی کے فن

دسیں یو جوانی سوں جوبن نول　　امنگ آئے جوں جل تے کنول

کمر انکی شرنے نے دیکھیا مگر　　۶۹۰　جو شرموں لیا ہات اپس موں ابر

اتھیاں نور میں سوسیاں او پریاں　　سکل سیں تے بک سو چھند و بھریاں

جنیاں بولتیاں تھیاں مٹھیاں بولیاں　　مٹھیاں بولیاں ہور شکر گھولیاں

انھیاں سب مٹھائی سوں شاخ نبات　　ولے روح بخشی میں آب حیات

سکل نازکی میں اتھیاں جوں گلاں　　اپیں گل انھیاں ہور اپیں بلبلاں

ہر یک سحر کاری میں کئی دھات فن　　دھریں (خود ہی) لاک (لاکھ) میں لاف زہرا من

ہر یک نازکی جوں کمر بال (طرح) اتھی　　ارت بھاؤ میں دُرمن ڈھال اتھی

اتھے ناچ میں سنت راہنر کئی زیبا　　کمینہ اتھاواں اِندر کا سبھا

کہائے جادو من جتیاں تھیاں وتیاں　　اگر ہوئے زامن میں جلتیاں بتیاں

سکل ناچنے جلد باندیاں کمر　　اتھیاں ناریستاں اتھیاں نٹنگر

کیا مست اُدک جلد و ناز سوں ،،،　　بھریاں رنگ رنگاں کے آواز سوں

سو اُس رس بھریاں کی گلے رس (بھرے)　　ملک کان رس سُن الیس سُدہری

گگن دیکھنے جشن یو سب رین　　کیا تھا اپس تن پو تارے نین

کئے لُس تے دس تاس جب بسر　　ہوا نیند کا مجہ نین میں گذر

اسی نیند میں دیک اٹھیا ایک خواب　　سینہ سُک تے خالی نین پر زآب

ہوا خواب میں دیک کر بے قرار　　سو رونے لگیا دُکھ سوں میں زار زار

مراسن کو رونا کہی مجہ شتاب　　جو روتے ہیں (لگا) کیے مجکوں دیو جواب

کہا نیند سوں ہو کو بے تاب میں (مجکو)　　ستا ٹک جو دیکھیا اپیا خواب میں (کیوں)

کہ سب اپنے فرزند اے نیک آت   اَدک مہربانی سوں لے اپنے ہات

مدینہ میں خوش حال پھرتا ہوں میں   سو روضہ کا طوّاف کرتا ہوں میں

سو ایسے میں اُس خواب تے میں ہشیار ۱۰،   سو روتا ہوا اس شوق سوں زار زار

یو سن کے چلی مجکوں لے پیار کر   اجالے میں تے یک اندھارے بھتر

نہ ویسا اندھارا کسی رات میں   اچھے رات کیا بلکہ ظلمات میں

اندھارے میں اس سورج اگر جائیگا   تو البتہ واں راہ نا پائے گا

سو ایسے اندھارے کوں سب سیر کر   مجے لیائے یک سین صحرا اوپر

جو باغِ ارم سا انتھا سبز رنگ   گگن اس فراخی انگے بہوت تنگ

کف دست سا صاف میدان تھا   ہر یک ٹھار مرغاں کا الحان تھا

اتھیا یک گنبد صاف میدان میں   کلس جس بلندی سوں اسمان میں

کہ فولاد تیوں محکم و سخت تر   کہ طوفاں کا جس پو نیں ہے گذر

گر اسپر منگے وہم ہو نیکوں سوار   تو چڑنے کوں کئی ٹھار پکڑے اُدھا

کرے یک نظر گمبد اوپراں جب   پڑے کھل الس تے اپیں قفل تب

دیکھیا اس میں تھا ٹانکوں نے لوا کے ہات   بند تھے طوق کے زنجیراں سنگات

ہر یک قد و قامت میں ڈونگر مثال   طبیعت میں جوں اژدہا بدخصال

سکل شوخ و بے شرم و بے باک تھے	حرامی او دیو ذات ناپاک تھے
نین انکے چشمے دسیں لھو پڑے	فرشتے بی دیکھے تو انکوں ڈرے
بنے تند ہور خشم میں تھے شتاب	کہ بے فکر گر آئے ان پر شہاب
اسی میں اتھا ئیک زندا جدا	جو باندے تھے یک دیو کوں وان سدا
درازی میں یک تھبل جو رود نیل	جسے زنگ تھا نیل قد پانچ پیل
مکہ اسکا اندھار رین تے سیاہ	ادک تن اتھا زور وریک سپاہ
جنیاں میں ادک جلد بپالاک تھا	کہ جس تے بلایا کوں سب دھاک تھا
سو اس دیو کوں وان تے او پیر پری ۳۰،	کھلا کر منگائی اپس کن سری
کہی اس ارے دیو سرکش حروں	نہ تھی چھوڑتی تجہ ولے کیا کروں
تجے چھوڑتی ہوں تو ان کے سبب	نہیں تو تجے چھوڑنا تھا عجب
انو کوں لیجاکر مدینہ بھتر	خوشی سوں تونا نپر کہ جا گھر کے دھر
کر اس بھوت تاکید اس بات کا	دلاسا کری مجکوں کئی دھات کا
بڑاں یک سکا مجہ دعا استوار	کری اسکے کھاندے پو مجکوں سوار
کتے ہیں دعا او جو سکلائے تھی	لکھیا ہوں سو اس ٹھار او آئی تھی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللّٰھم یادلیل المتحیرین ویا مجیب دعاء المضطرین
ویا امان الخائفین ویا ظھیر الاجین ویاصریخ
المستصرخین ویاجار المستجیرین ویا غیاث
المستغیثین ویاخیر الناصرین ویا الہ العالمین
ویا ارحم الراحمین ایاک نعبد و ایاک نستعین
وبرحمتک استغیث لا الہ الا انت سبحانک انی کنت
من الظالمین فرج عنی مما انا فیہ فانک تعلم یا کافی
المھم ویا کاشف الغم یا کافی کل شیئ اکفنی ھم کل شیئ
واصرف عنی شر کل شیئ انک قادر علی کل شیئ
وصلی اللہ علی خیر خلقہ ونور عرشہ محمد والہ واصحابہ
وسلم تسلیما کثیرا

مجے لیکو او دیو وان تے اوڑیا / سو ہو گرد باریک ہوا میں چڑیا
پلک کوں پلک لگ، لگے نین تک / اوڑیا لیکو او مجکوں آکاس لگ

انتھا اس دعا کیچہ میں دھیان میں — جو آواز آیا مرے کان میں

فرشتے جو پڑتے (پڑھتے) تھے آواز سات (کیچ ہی) ۴۹، بھی تسبیح کرتے تھے او نیک ذات

سن آواز او دیو نے دھر امید — کھڑیا واں فرشتیاں کا لینے کوں بھید

دسیا سب فرشتیاں کو روشن الگ — کہ آیا ہے شوخی سوں او کھم ٹلگ

انو پاس یک آگ کا گرز تھا — نہ او گرز تھا بلکہ البرز تھا

دئے مار ایسا جہ یک مار میں — کہ جل کر پڑیا دیو اس مار میں

گیا او تو ناپاک دوزخ (ہی) بھتر — ولے میں پڑیا پھر زمیں (کے) اوپر

پچھاڑی ستی اوس، ہوا میں تباہ — دسیا مجہ نین تل جہاں سب سیاہ

گیا ہوش (سے) میرے تے میرا سکل — ولے بن قضا جیو نجاوے نکل

قضا باج کچہ کوی کرتا نہیں — قضا باج کیں کوی مرتا نہیں

انتھا اس دعا کا اثر سر بسر (بغیر) — جو او آگ مجہ پر نہ کی تھی گذر (کہیں)

دعا کی برکت سوں سبحان، مج ۵۰، سلامت رکھیا دیکو جیو دان اج

دعا ہوت مقبول سبحان ہے — دعا سوں جتا مشکل آسان ہے

دعا سوں جتے اولیا پائے نور — دعا سوں ہوئے ہیں (جتنا) خدا کے حضور

دعا ہے سبھی انبیاں کا حیات — دعا سوں چہ یونس (ہی) نے پائی نجات

دعا کی لگے ہات کیلی جسے
دو عالم کے ہیں گنج حاصل اوسے

کہ زنہار حاصل ہر یک مدعا
دعا ہے دعا ہے دعا ہے دعا

اپتا توں تو اے ساقی خوش خرام
پلا خوش صراحی سوں بھر بھر کو جام

صراحی مدن روح کا ہے ہما
کہ دولت کوں یو مرغ ہے رہنما

مقام دوم

زباں کا اپنا کھول طاؤس پر
ہوا اس چمن بیچ یوں جلوہ گر

کہ یوں شہ سوں بولے تو تمیم انصار
اپس کے مقام دویم کوں سنوار

کہ میں اس پچھار سو مدہوش ہو ۶۰۰
پڑیا تھا کتیک وقت بیہوش ہو

سو کئی وقت بعد از ہوا جب ہشیار
دکھیا اِک بیاباں تھا بیشمار

کہ جس گرد کئی لاک کا و گانوں نیں
سو جس ٹھانوں میں چھانو کا ناتوں نیں

نہ واں مرغ حیوان انسان تھے
نہ پریاں نہ دیواں نہ شیطان تھے

کدی آئے شیطان تو واں ڈرے
پکیلے پنے تے بھی واں جھل مرے

دیکھت اس بیاباں کوں سر بسر
نھکے وہم کے یار کے بال و پر

انتھا یا علی تھو سو گوار واں
نہ تھا جز خدا کوئی مجہ یار واں

دسیا او بیابان جب کال مج — کیا عرض سبحان سوں حال مج

کہ یارب ابینا ہیں کدہر جانوں یاں — مرے گھر طرف باٹ کیوں پانو یاں

جو ایسے منے یا علی ناگہاں — ہوا ابر تے یک مرغ آیا دہاں

کہ جس مرغ میں رنگ تھے کئی ہزار ،.. — بزرگی میں سیمرغ سا جسہ دار

کہ جنت کے مرغاں پو لاف او دھر — ہر یک پر زباں کر کو دعوی کر

سو مل سبز ہور سرخ پر ایک ٹھار — دسیں سبز ہور سرخ جوں نو بہار

جسے سبز منقار یاقوت رنگ — زمرد تے جس کوں اداک سبز چنگ

دیکھیا عجب صنعت سبحان نے — زمرد ہور یاقوت یک کھان مے

قضا کا قلم اس کھیا تھا سنوار — دسیں جس میں کئی لاک نقش و نگار

مجے آکو او مرغ کنیا سلام — کہا کچ نکھا غم توں آینک نام

کہ آخر ترے گھر کوں توں جا ئیگا — اپس گھر کے توں لوک سب پائیگا

ہوا میں عجب مرغ کے بول پر — نہ سک پوچھیا اس زباں کھول کر

جو کیوں توں ہمار من بولتا — سو موتی بچن کے بیتے رولتا

کہا سن کو اسحاق علیہ السلام ،.. — دعا کر کو مجہ کوں دئے یو مقام

کہ آدے اگر کوی یا باٹ چوک — سو اسکوں لگے کچہ اچھے پیاس بھوک

کھلاؤں اسے ہور پلاؤں اسے — سو مانگ وطن کی دکھاؤں اسے

انوں کی دعا حق اجابت کیا — تمن بات سی بات مجہ کوں دیا

سو یوں بول لے مج اوڑیا جلد تر — اتاریا سو لیا ایک ڈونگر اُپر

بلندی ہیں کھُم رنگ میں جوں شفاف — کہ کوتہ دسے جس انگے کوہ قاف

اٹھاواں عجب سبز یک مرغزار — درختاں تھے کئی بھانت کے باردار

دسے سبز رنگ آسماں سی زمیں — ستاریاں سے اس میں گل یاسمیں

ہر یک کالوا جوں کہ جل سیم کا — ورق جدول سبز پر سیم کا

دسیں جل پو بارے تے اس دشت تھا موج — کہ چنچل کی جو چک میں غمزیاں کی فوج

دسیں پیچ سنبل کے لالے میں یوں — ۹۰ — عروساں کے رخسار پر زلف جوں

ہر یک پات پر بوند برسات کے — ہر یک شاخ پر مرغ کئی بھانت کے

جتے مرغ وانکے خوش آواز تھے — فرشتیاں سوں تسبیح میں ہمراز تھے

بچن آئین مرغ کے سینے تے صاف — صفائی میں ققنوس پر انکے لاف

اتھا گرچہ لالے نمن دل میں داغ — دیکھت باغ مجہ دل ہوا باغ

سو القصہ اوس باغ میں آیا ہوں جب — خوشی سوں متبدل ہوا رنج سب

تب او مرغ زیرک الپس مار پر — سو یک جھاڑ تے پھل لیا توڑ کر

جیسے رنگ رخسار خوباں تے لال   مٹھائی میں محبوب کے لب مثال

خنک تھا (جس کا) عجب وصل کے حال تے   ادک نرم معشوق کے گال تے

سو او پھل اُنے اپنی منقار سوں   کھلایا ادِک لیا مجے پیار سوں

اتھا گرچہ او میوہ مختصر   ۸۰۰ ولے میں رہا سیر ہو سر بسر

عجب ہو کو پوچھیا میں اس مرغ کوں   کہ یک پھل تے کیوں مج کیا سیر توں

کہا سیر ہوتا تو کیا ہے عجب   نہ ہر گز تجے پیاس ہور بھوک اَب

نہ لگ سی چہل روز لگ اے جواں   ایتا پنٹ قبلے طرف ہور (اور) رواں

سو یوں بول آخر مجے چھوڑ کر   (اب) ہوا مرغ پرّاں ہوا کے اوپر

گیا مرغ جب چھوڑ مجکوں نکل   رہیا میں وہاں یک تماشے بدل (کے لئے)

جو ایسے میں آفتاب زریں رسن   کیا مرغ کے آشیاں میں وطن

گیا روز کا باز جب چھوڑ باغ   کیا تب وطن رات کا آ کو زاغ

چلیا جگ تے (جب) خورشید ضیا جمال   ہوا اُکھم پور روشن چندر کا ہلال

پھلی جب رین جو (سب) نقشے نمن   کھلے تب گگن (آسماں) کے چمن کے سمن

گگن پر نکل یوں ستارے بھرے   ۸۱۰ ہرے باغ میں جوں چراغاں دھرے

ہوا جب جگت رین تے نیل فام   کیا میں اسی باغ میں تب مقام

کیا یک پہر رین نے جب گذر ۔۔۔ دکھیا ناگہاں ایک چشمے اوپر
کتنیک جھاڑ روشن ادک آبدار ۔۔۔ ہر یک پات دیپک نمن جوت دار
ہر یک جھاڑ زینت میں طاؤس تھا ۔۔۔ ہر یک پات جوں شمع فانوس تھا
زبرجد کے پاتاں اُپر با فراغ ۔۔۔ پھرے بھی مگر گوہر شب چراغ
یو دیکھت عجب روشنی بے بدل ۔۔۔ چلیا واں کے یں اس تماشے بدل
گیا جس وقت اس درختاں کنے ۔۔۔ تعجب سوں کچہ سد نہ رہی مجہ منے
دکھت صنعتاں پاک پروردگار ۔۔۔ ہوی دل پو چ روشنی آشکار
جو ایسے میں واں یں سنیا یک رخن ۔۔۔ یک آواز آیا جو انساں نمن
شتابی سوں جا دیکھتا ہوں ج واں ۔۸۲۰ نہ تھا آدمی ذات کا واں نشاں
مگر واں کتنیک جھاڑ تھے باردار ۔۔۔ کہ پاتاں تے پھل جس انھے بیشمار
کرے گرچہ او خوش ادا یاں سب ۔۔۔ ولے پات یک بھانت کے تھے عجب
مجے خوب شیریں ادا بھی کلی ۔۔۔ ولے اس سمجنے سمج نا چلی
دیکھت او تماشے عجب سر بسر ۔۔۔ کیا حمد سبحاں کی صنعت اوپر
بھی دیکھیا کتنیک واں تماشے عیاں ۔۔۔ جو کہنے نہ آوی انو کا بیاں
جو ایسے میں واں خوش بھیا یک پون ۔۔۔ بھریا ہر طرف عطر مشک ختن

جو اس باس تے مست ہو سربسر — چلیا میں اسی باس کی کھوج پر

دکھیا میں کتینک جھاڑاں اپے بدل — جو عنبر تے خوش باس دھرتے سکل

ٹیک تے تھے پاتاں تے اس یہ حساب — بنداں (بوندھیاں) عطر کے جو ل معطر گلاب

نہ او باس کیں (کہیں) مشک عنبر منے — نہ چندن نہ کیسر نہ پرمل منے

بھلا (بھلی) مرے دل کوں او باس (کہیں) جب — رھیا صبح لگ میں اسی ٹھار تب

گگن جب بھریا صبح پر نور میں (بھلی آئی) — چھپیا مشک تاتار کافور میں

دیکھت شبیر زریں کوں میداں پر — پکھیا جلد بنش حمل نخاس کر

جو مشرق کا فراش زریں نکل — اجایا بلوریں شمع داں سکل

کیا سور اپس روشنی جب عیاں — کئے (بلند کیا) تب سفر رات کے روشناں (روشن اجرام)

گگن پر سورج آشکارا ہوا — پارس لگ کنچن سنگ خارا ہوا

جگت پر ہوا روز جب آشکار — کیا وُں تے تنہا سفر اختیار

گیا تھا جو او مرغ سکلا (سکھلا) مجے — سو قبلے طرف باٹ دکھلا مجے

اسی باٹ پر رکھ قدم استوار — چلیا دھر کو امید پروردگار

نہ تھی یک چہل روز مج بھوک پیاس — ۴۰ چلیا رات دن دھر وطن کا (نہی) جہ آس

کتینک باٹ ہموار تھے ہور فراخ — نہ واں خار و خس (تھا) نہ واں سنگلاخ

دو رستیا درختاں سکل سایہ دار | دسے باٹ سر سبز جوں نو بہار
جتا دشت صحرا و تا باغ تھا | ولے مجکوں تنہائی کا داغ تھا
اتھا بوستاں پر نہ تھے دوستاں | کہ زنداں ہے بے دوستاں بوستاں
نہ کس سات صحبت نہ کس سات بات | نہ تھا جز خدا کوئی میرے سنگات
نہ ہم جنس واں کوئی مجکوں ملے | چندر سور ہمراہ میرے چلے
چندر ہور سورج حال مجہ دیک کر | گلاوے جلاوے گگن کے اوپر
چلیا یو نچہ کئی روز لک بیقرار | بجز حق کی رحمت نہ تھا مجہ آدھار
اناساقی وہ دور آیا ہے خاص | پلا جام ہور غیر ستے کر خلاص
صفائی تے اس دل کوں مجہ پاک کر | ۸۵۰ قیامت کے ہولاں تے بے باک کر

مقام سوم

توں رک کان اے راست جوزا نشاں | جو یوں ہی مجے یاد یو داستاں
جو بولے علی شاہ سوں یوں تمام | تمیم الضاری نے تیسرا مقام
جو گئی دن کوں دانتے ہوا مجہ گذر | یکایک اُسے جو بیاباں اوپر
جو تھا سر بسبز جس کوں جوں خشک سال | نہ پنکھی کوں پنکھ مارنے واں مجال

نہ واں قوت کوں جھاڑ یک سایہ دار — نہ واں آب شیریں نہ واں مرغزار

انتہا سر بسر سخت دور و دراز — قیامت کے میدان سا جاں گداز

دو رستہ درختِ مغیلاں کھڑے — سو گئی لک نھنے ہور گئی لک بڑے

اگر گئی دھر پانوں اس چھانوں پر — چبے خار تے چھانوں او تیز تر

سکل دشت جوں دشت الماس تھا — جھڑیا پگ تے میرے رکت ماس تھا

دسیا نیں بجز خشک واں جل مجے — ۸۶۰ کری تشنگی بہوت بیکل مجے

اتھا دشت بے آب ایسا عجب — جو خضر آئے تو واں اچھے خشک لب

کبھی نت بیاباں پو باد سموم — سو ہر ہر طرف غول کا تھا ہجوم

نظر جاں کیا ہو کو میں بے قرار — دسے مجکوں غولاں ہزار ہزار

ہر یک غول میں گئی وضع رنگ و زیب — ہر یک رنگ میں گئی ہزاراں فریب

ہر یک حسن ہور ناز میں بے نظیر — چنچل انکے حد آہوئے شیر گیر

یکایک انوں میں تے یک بے بدل — مجے دیک کر آئی مجہ پاس چل

ادک پیار سوں مجہ پو او پیار ہو — کہی یوں دلاسے سوں غم خوار ہو

کہ افسوس افسوس اے مرد نیک — چلیا جیو میرا انزا حال دیک

سبب کیا کھڑیا تجہ پو اینک بخت — جو دیکھیا توں ایسا بیاباں سخت

پڑیا کیوں ایسے دبے آب میں (شنت) ۸۷۰ سو ایسے بلایاں کے گرداب میں

ہوا اس بیاباں میں جس کا گذر گیا جیو تے او سوس ناسوس کر

مرا دل ترے غم سوں ہے چاک چاک کہ دستا ہے توں پیاس تے بی ہلاک

اگر ٹک جو میرے سنگات آئے گا خلاصی توں اس پیاس تے پائیگا

درنگی نکو کر توں بیگی سوں چل کہ یک جل پلاتی ہوں تجہ بے بدل

سو القصہ دکھلا کو یک (جلدی) مجہ سراب چلی یک طرف لیکو مجکوں شتاب

سو میں دل میں امید پانی کی (مجکو) دھر چلیا اسکے ہمراہ چالاک تر

دیکھیا واں تلک جا کوئیں (کیے) جب شتاب نہ تھا آب واں تھا مگر یک سراب

دغا سوں چلیا لا کری مجہ ہلاک انتھی یک بلا کی سو ہولاک لاک (لاکھ)

بزاں وانتے (چلا) او دشمن بدگہر نظر گھات کی رکھ مرے جیو اوپر

مبدل کری حسن اپنا سکل اپس اصل رشتے سوں آئی نکل

پھرائی اپس شکل ہور بھیس کوں کری رات اپس حسن کے دیس کوں

کہ جس شکل کوں دیک شیطاں ڈرے اگر اھرمن (دن) ہوئے تو جھل مرے

ہر یک دانت خنجر منے تیز تر سکل نک فرنگاں تے خوں ریز تر

دہن غار سا جیب جوں اژدھا نہ ہوے دیو جنگل (فرنگیوں سے) تے اس کے رہا

اتھی کچ یتی زشت رُو زشت تن ‏ کہ زشتی میں اس نا بدانا سخن
میں اس غول کے ہول تے بے درنگ ‏ لگیا نھانٹنے (نکلتا) ہر طرف جوں خدنگ
لگی او بلا دوڑنے مجھ دنبال ‏ عجب کچھ کھڑیا (بھاگنے) سخت مجھ پر او حال
نہ چھپنے کو جاگا نہ چلنے کوں تاب ‏ نہ کہنے میں کچ آئے مجھ پر عذاب
ہوی جب مری طاق طاقت تمام ‏ سوالقصہ آخر کوں اے نیک نام
سکیا (سیکھا) سو دعا بیر بڑی کے پاس ‏ ۸۹۰ ‏ میں پڑنے لگیا رک (رکھ) خلاصی کی آس
ہوا اس دعا کا اثر آشکار ‏ ہوی او بلا غیب بے اختیار
پھر بیا واں تے خوشحال آرام سوں ‏ کتیک کوس میں جلد خوش کام سوں
ولے پیاس سوں بہوت اتھا ناتواں ‏ جو ایسے میں واں دور تے ناگہاں
دسیا یک کہستان میں مرغزار ‏ ہوا پر تے مرغاں کتیک بیشمار
اتھا ہو بے تاب پانی بدل ‏ یو دیکھت گیا واں تلک بیگ چل
دیکھیا واں کتیک جھاڑ تھے بار دار (بھیا) ‏ سو امرت کے چشمے بھرے ٹھار ٹھار
اتھا باغ یک دلکشا بے نظیر ‏ ہر یک چشمہ لذت میں ہم شیر نیر
تناول کیا واں کتیک توڑ پھل ‏ سو یک پیاس پانی پیا بے بدل
سو واں پا کو آرام جوں دل منگے (چاہے) ‏ توانا ہو کر بھی چلیا میں انگے (پھر)

یکایک دیکھیا ایک صحرا منے   جو یک کوہ غلطاں مرے سامنے

مہابت سوں آتا اتھا یو شتاب   جو اس دیک مجہ عقل نا لیائی تاب

نہ اسکوں اتھے دست و پا آشکار   چلے باٹ ہمنا تے خوش راہ وار

عجب ہو کیا میں مرے دل سوں بات   کہ چلتا ہے کیوں یو بجز پانوں ہات

مرے دل سوں مجہ کوں اتھا یو چہ کلام   جو اتنے میں او آ مجے کر سلام

کہا کیچہ نکو ہو نوں مجہ پر عجب   سمج کر اچھے کچ نہیں ہے سبب

مرا ناؤں توں دیک قرآں منے   کہا دابۃ الارض سبحان نے

کہ جب ہوئے قایم قیامت کا روز   جو اس روز کا بھی نہایت ہے سوز

زمیں شرق تے غرب لگ پاک صاف   کف دست ہوے گی بے خلاف

سرافیل کی ایک بھوکن منے   اوٹھینگے اپس خواب تے سب جنے

اچھیگا تب اس وقت میدان میں   ۹۱۰ ہر یک شخص آپی اپن دھیان میں

نہ ماں باپ کوں غم ہے فرزند کا   نہ خیشاں کوں کچہ یاد پیوند کا

سو نیزے کے خاص آفتاب آیگا   دیکھت تاب لوگاں کا سب جا یگا

ہر یک شخص کا تن جھڑیگا الگ   حرارت ستی خوے سینے تلک

موکل جہنم کے سب ڈھائینگے   سو دوزخ کے میدا میں آئینگے

جتے منکراں دیک کر او سعیر — کہیں اِنَّ ھٰذَا الیوم عَسِیر

سو لیو ینگے ذرّے ذرّے کا حساب — ہر یک کوں کہینگے کہ اِقرأ کتاب

عمل سب کیے جو لکھیں گے میزان میں — کریگا خدا عدل او میدان میں

نہ اس عدل میں ظلم کی باس کچ — نہ کفار ظالم کوں واں آس کچ

مگر او جو کئی خلق کی طاعت کیے — سو اخلاص دل سوں عبادت کیے

اچھینگے انو عرش کی چھانوں تل — ۹۲۰ سنواریںگے جنت کوں انکے بدل

جنوں کوں جو ایماں کا ہے شرف — سو او پائینگے باٹ جنت طرف

تب اس وقت پاک پروردگار — مجھے اصل صورت سوں کر آشکار

سو یوں حکم فرمایگا مجھ اوپر — کہ مومن ہور کافر میں توں فرق کر

کروں گا میں اس امر کا پاشرف — شقی یک طرف ہور سعید یک طرف

جلیں گے جہنم کوں سارے شقی — سو آوینگے جنت کوں سب متقی

جہنم میں آتش سوں کفار زشت — بہشتی ہو حوراں سوں اعلیٰ بہشت

مجھے اس سبب خلق نے پیدا کیا — مرا کام یو ہے خبر تجہ دیا

کہا میں نراں ان کوں اے پاک ذات — مصیبت عجب یو ہے دین رات

ولے رنج و محنت سوں جاتا ہوں میں — ولے گھر کی مارگ نہ پاتا ہوں میں

کہو مجہ اپنا کس طرف جاوں یاں ۹۳۰ مرے گھر طرف باٹ کیوں پانوں یاں

یو سب سن کہا مجہ او صاحب شرف کہ اب نبٹ تم جاؤ قبلے طرف

چلیا وانتے قبلے طرف راہوار ادک دل کوں رک حق سوں امید وار

اتا ساقی آدل کوں مجہ دے جلا سو کشتی میں مجہ بھر کوں دریا پلا

مرے دل کی کشتی کی تختیاں کوں ساند سو او زر کی کشتی کوں اوزار باند

مقام چہارم

طبیعت کے ملاح نے پھر کو ساز چلاتا ہے یوں اس سمندر میں جہاز

کہ شہ سوں کئے اس وضع آشکار مقام چہارم تمیسم الضار

جو کے دن چلیا بعد اس باٹ پر پڑی ایک ڈونگر طرف مجہ نظر

جو خوش شکل تھا ہور خوش آواز تھا سو کوہ طور سا جگ میں کم یاب تھا

جتے سنگ اس کے دسیں جلتے صاف دھریں روشنائی میں جگ جوہر پولاف

سو اس کوہ الوند کے سیس پر ۹۴۰ دسی ایک مسجد عجیب خوب تر

جھلکتی اتھی یوں ادک نور سوں کف موسوی جوں کہ کہ طور سوں

گیا دل میں خوش حال میں ہو کو واں کہ ہوئیگا مگر کوئی انسان واں

چلیا خوش ہو ڈونگر کے ایراں میں | گیا واں تے مسجد کے بھتراں (اندر) میں
دکھیا اس میں یک عابد پیر مرد (اوپر) | جو تھا عشق تے گرم دنیا تے سرد
سو دنیا گری شہر کوں چھوڑ کر | قناعت کیا حرص کوں توڑ کر
ہوا ہور ہوس حرص کوں کر وداع | نہ تھا اسکے منظور جز قُل متاع
اتھا حق کے دیدار کا تشنہ لب | نہ تھا اس خدا باج دسرا (دوسرا) طلب
انگے جا کو اس کوں کیا میں سلام | دیا جاب (جواب) مجکوں علیکم سلام
کہا کیوں تو آیا ہے خشکی تے یاں | کہ خشکی میں جب چل سکے نا ہماں
نہ دیکھیا ہوں میں آج لگ تجہ بغیر ۹۵۰ | کہ کرنا سکے کوی خشکی کا سیر
مگر جھاڑ دریا میں آتا ہے جب | مجے آدمی زاد دستے ہیں تب
پوچھا ان کوں میں یوں سنیا بعد ازاں | کہ چلتا ہے کیوں قوت تمنا کوں یاں
کہے جا توں بھتراں (سنتے گئے بعد) اس غار کے | نزاں صنعتاں دیک کرتار کے
گیا وانتے اس غار میں ہو قرار | دیکھیا باغ واں ایک جوں نو بہار
ایتے (اتنے) جھاڑ اوس ٹھار تھے کر داٹ | کہ واں نا دسے وہم جانیکوں باٹ
درختاں صفت حق کی کرنے بیاں | کئے تھے ہر یک پات اپنی زباں
ہر یک جھاڑ کی شاخ میواں تے بھر | دھریں حق کے سجدے میں سر بھوئیں (زمین) پر (اوپر)

بہتے بھوت چشمے اتھے اسمیں یوں — کہ فرہاد کے چشم اپھٹے ہیں جیوں

سکل باغ میویاں تے پربار تھا — بہتا آب ہور سبز ہر بھار تھا

کتیک تو رمیوے تناول کیا — سو یک پاک چشمے میں پانی پیا ٩٦٠

گئی مجہ تے کئی روز کی بھوک پیاس — گیا سیر ہو پھر کو اس پیر پاس

کہا بیٹ اُن پاس میں باادب — کہو کیوں تمارا ہے پوشاک اب

کہے پیر یوں دو برس بعد آں — جہاز ایک آتا ہے دریا میں یاں

سو میں دیک کشتی کوں دریا بھتر — دھنی ایک بھاتا ہوں اس کو ہ پر

دھواں دیک کراہل کشتی شتاب — گلیم ایک نادر ہور یک صوف بات

مرے واسطے لیکو آتے میں یاں — مجے دے دعا لیکو جاتے بزاں

یکایک دیسا دور دریا بھتر — نوا چاند جوں آسماں کے اوپر

بزاں پیر کشتی کوں واں دیک کر — دھنی بھائے بیگی سو ڈونگر اوپر

دھواں دیک کراہل کشتی شتاب — گلیم ایک نادر ہور یک صوف بات

دئے لیا کو اس پیر کوں باتمیز — سیج انکی خدمت کوں جیوں تے عزیز

بزاں میں انو کوں دعا کر کو نیک — کہا مجکوں تمنا سو حاجت ہے ایک

کہے کیا او حاجت سو بولو تمے — تمن حکم پر جیو سوں راضی ہمے

کہے جب سوں عیسیٰ فلک پر رواں — اہیں تب تے اچھنا ہے میرا سو یاں

ولے کوئی آیا سو خشکی کی سیر — نہ دیکھا تبہم انصاری بغیر

انو کوں تمیں جہاز میں کر سوار — ایس سانت بستی میں چھوڑ وا دنا

یو سب من کو راضی ہوا ایسا بچار — لجا مجہ کئے جہاز پر تو سوار

سبک سیر تھا اس گراں بار سات — (بے جا) چلے جاں کہے مویں کی مویں بات

ادک جلد تھا گرچہ بے پائے تھا — سو بے پائے نت آب پیمائے تھا

(بہت) کہے دیک کشتی کوں توں سر بسر — کہ یک شہر چلتا ہے پانی اوپر

اگر بیگ جانے کا ہم آپڑے ۹۸۰ وہم سانت کشتی او کشتی کرے

ستی او مجے لیا کو کر کے اوپر — نکل پل میں گئی یوں سیاں سر بسر

پھرے جہاز او جوں زن باردار — سو یک پیٹ میں اس طفل کئے ہزار

کرے پانوں یو پیٹ میں لیکو دھاں — کہ جوں پیٹ میں سانپنی لیکو پانوں

عجب یو جو یک ماہ نو پر سوار — ہوئے تھے سو جوز اہر اراں ہزار

نزک کاٹ کے اس سوں اراں منے — بیٹھا میں بھی خوش وقت یاراں منے

سورج گئی دسیں تا سوں موج تو — روپیری ہکٹ صاف چاندنی میں جوں

رین میں زمیں یوں دسے تابدار — دسیں جل پو دیپک ہزاراں ہزار

دیکھت یو تماشے عجب سر بسر | رہیا خوش ہو ہیں اس تماشے اوپر

سو لہراں خوشی کی اد ک فوج فوج | چلی دل پو مجہ جوں کہے دریا کی موج

کہ مرجا نکیاں شاخاں اس بن مجھا | ۹۹۰ کلیاں ٹھو کیاں نکلیاں تھیا مجہ دل تے [بھار]

نکل گئی مر دل تے او غم کی بات | رہیاں ہو کو خوش حال یاراں سنگات

چلے یو نچہ کئی روز لگ سار ہو | ایس ہیں اپی جیو کے یار ہو

یکا ئیک یک روز دریا بھتر | دسیا ایک ڈونگر عجب سخت تر

سو او کوہ کا ناؤں کہنے رکاہ | انپڑ نا سکے جس پو کس کا نگاہ

سکل کوہ کوں دیک رونے لگے | امیداں اپس دل سوں دھونے [بجے]

دلاں کوں لگی آگ اس کل منے | چلیا دل ہر یک کا اس اوکل منے

ہر یک دل پو بیشک ہوا یوں عیاں | کہ کشتی پھوٹیگی اتا جا کو واں [آفت]

یکا یک اوٹھیا باد طوفان کا | جو غالب ہے [اب] تقدیر سبحان کا

ہوا باد طوفاں سمندر کوں جوش | یو دیکھت گیا اہل کشتی سوں ہوش

بزاں باد کشتی کوں اس کوہ پر | ۱۰۰۰ لیجا کر [لے جا] پچھاڑیا عجب سخت تر

ٹٹے [ٹوٹے] بند کشتی کے لگ اور خام | تفرقہ ہوے اہل کشتی تمام

قضا کا ہے سیلاب بیحد کبل [سخت] | کہ تدبیر تقدیر سوں نیں ہے چل

تفرقہ ہو یاراں سوں میں سر بسر (جدا) — سلامت رہا ایک تختے اوپر

نہ یاراں میں واں کئی (کوئی) مددگار تھا — انھا میں یکیلا (اکیلا) خدا یار تھا

کتیک روز موجاں سوں پامال ہو — بہتا تھا میں تختے پو بے حال ہو

یکایک یک روز باد شمال — سٹیا لیکو کر کے پو مجکوں سنبھال

تِنا (اتنا) مجکوں سردی کری تھی اثر — جو میں کیاں (کہاں) پڑیا تھا نہ تھی مجہ خبر

پڑیا تھا میں کئی وقت بے آب و تاب — برستا اتھا مجہ اوپر آفتاب

ہوا جب میں سورج کی گرمی سوں گرم — چلیا اوٹھ کتک (کتنا) باٹ میں نرم نرم (آہستہ)

سو ایڑیا (پہنچا) کتک روز پر ایک ٹھار — ۱۰۱۰ جو خرمے کے تھے جھاڑ واں بے شمار

عجب جھاڑ خوش قد و پُربار تھے — شکل خوشنمائی میں یکبار تھے

توں بولے ہر یک جھاڑ کے سین گر — ستاریاں کی جھیلے بندے تھے گر

بھتا ایک چشمہ اتھا اس تلار (نیچے) — کہ امرت سدا جن تے مانگے اودھار

بزاں لے او خرما تناول کیا — سو اس پاک چشمے تے پانی پیا

اتھا پیاس ہور بھوک تے ناکام میں — توانا ہوا پاکو آرام میں

سو اس روز آسودگی کے بدل — رہیا پا علی وانچہ اس جھاڑ تل

انا ساقی او لیا (لئے) شراب کہن — جو سٹنا اگن اتر دھا کے من (وہیں)

کہ تا دم بدم پی کو او جام خاص اچھوں غم کیے میں اتز دھاتے خلاص

مقام پنجم

قلم کا بھوجنگ سرپس کا ٹبھار کیا اب جواہر کئی یوں آشکار
جو شہ سوں کہے یوں سراپا تمام ۱۰۲۰ تبسم الضاری نے پنجم مقام
کہ آخر کوں اینٹر یا وہاں روز جب اوتار یا گگن پردۂ شام جب
پڑی جس وقت شاد تزکاں کی دھال گیا زنگ کا بادشہ حال حال
شہ ترک سنمک تے دھسنے لگیا تو زنگی نے لب کھول ہسنے لگیا
جو سورج کا کنچن ہوا لے نشال دسیا نت شفق لعل رومیا کے کھال
کنچن شمع جب گئی ٹھنڈی ہو نکل رو پیری شمع داں سلگیے سکل
چھپا غرب میں جوں گہر آفتاب بھری درج میانی او دُز خوش آب
جواہر کا درجک ہوا جب گگن رین نار گوہر کا پہنی برن
سیاہی بھری آ گیے چار جام زمیں عنبریں آسماں مشک فام
سو ایسی سیہ شب میں واں یک رخن اوجالا دسیا محبہ کو شعلہ نمن
مرے دل میں بولیا اجالا او دیک ۱۰۳۰ مگر دھنگراں کی جماعت ہے ایک

کہ جانیکوں ٹھنڈ آگ سلگائے ہیں سو آنیکوں گرمی دُھنی بجائے ہیں

سو البتہ او باٹ دکھلائیں کر چلیا اس اجالے (دھوئی) طرف رکھ نظر

کیا جب نظر ہور کیا خوف واں نہ تھا کچ بی واں آدمی کا نشاں

کتیک دھیک ہیر انھے کھان (کان) کے کتیک لعل یاقوت مرجان کے

اتھا جو اجالا او دستا سو واں کہا میں یو سب دیک کر بعد ازاں

جو کس کوں خبر بھی نہیں ہائے ہائے جو یو لے بہا لے بہا ہات آئے

کتیک وانکے جوہرا جا کر لیا (اُٹھا) مرے دل کوں میں بند یوں کر دیا

یو کیا حرص غالب ہے انسان پر جو دھرتا مرے لگ (اس طرح) طمع سر بسر

سو ہیں حرص کے حرف خالی تمام اسی تے حریصاں ہیں خالی مدام

طمع خوار کرتی ہے انسان کوں ۱۰۴۰ سو لیا تا ہے پھاندے میں حیوان کوں

پڑیا ہوں سو میں آ کو کس ٹھار پر کہ جاں جانور مارتا نیں ہے پر

مجے کام آتے ہیں کیا گوہراں جو لگتا ہے جاں جیو کا گوہر گراں

مجے منجہ یو سب ملامت کیا براں وانجہ او لعل سٹ کر دیا

جو اپتے میں (میں ہی) یک اژدہائے عظیم کہ جس شکل میں (وہیں) کئی عذاب الیم

دسے یوں اگن اسکے مکہ کے بھتر نوں لوبے کہ سلگیا ہے دوزخ مگر

سو اس مکہ تے جا لگ جو پھوکے جلے — کیچا ہور سکا اس تے ملکر جلے

دیکھیا میں سے او مجے دیک کر — لگیا دوڑنے نیٹ میرے اوپر

زرخ دل مرا ڈر سو درزاں ہوا — سکل آنگ جوں بید لرزاں ہوا

انتھا صا میدانہ چھپنے کوں ٹھانو — بندیا اسکی دہشت نے چلنے تے پانو

ڈھنڈیا داں جتا باطن و آشکار — ۱۰۵۰ دعا باج دوجا نہ پایا ادھار

سکیا تھا دعا پیر پری کے پاس — سو پڑنے لگیا حق کی رکھ دل میں آس

کیا اس دعا کا برکت اثر — ہوا غیب اژدھا زمیں کے بھتر

ولے اسکی دہشت تے بے اختیار — چلیا وانتے میں دیس ہور رات چار

نہ قوت بدل قوت کا ناؤں تھا — نہ راحت بدل چھانو کا ٹھانوں تھا

نہ رہنے کوں بستی نہ چلنے کوں پانو — نہ جاگوں تو راحت نہ سونے کا ٹھانو

سو اس درد غصے تے ہو بیقرار — گیا ہیں یک جھاڑ کے میں تلار

جو کئی سال میرپو یو حال ہے — ہر یک روز میرپو کئی سال ہے

مگر کچہ کیا ہوں گناہ عظیم — کہ ہر روز ہے مجہ عذاب الیم

سو عالم کوں جینا تو اپر دپ ہے — مجے تو انا موت محبوب ہے

کیا یو زمانے تے بے حال مجہ — ۱۰۶۰ ہوا ہے زمانہ انا کال مجہ

اب آفت

اول دیکو کشتی سوں پشتی مجے   بچھاڑ یا ہی بھی کون کشتی مجے

عجب اس زمانے کی ہے سخت چال   جو پیا سے ادھر کوں نکھا کر زلال

پیئے نیں تلک پھر کو کرتا ہے گھات   سو لیتا ہے پھر چھین آب حیات

وہی یک کدی مجکوں او کل شکار   جو اس مِنج چبیں خار چندیں ہزار

کدی یک نہ پایا ہوں میں یک خوشی   عوض اسکے ہے لاک محنت کشی

نہیں غم سہنے کا اتا مجہ میں تاب   کہاں لگ میں اس دُکھا سوں عذاب

اتا جیو مرنے پو دھرنا بھلا   جو اس غم کے جینے سوں مرنا بھلا

سو یوں بول واں جیو دینے منگیا   ایس کوں اپی مار لینے منگیا

اتا ساقی او جام خوش دُکھا دے   سو ایسی کف ریسماں ہا دے

کہ تا کاد میں لیکو اور ریسماں   ۱۰۷۰ چڑوں یک بلندی و پر بے گماں

مقام ششم

اتا سن توں یو داستاں نامدار   جو کرتا ہے راوی یوں آشکار

جو اپنے مقام ششم کا بیاں   کئے یوں تمیم انصاری عیاں

کہ جب درد غصے سوں میں ہو نکس   منگیا جیو اپر گھات کرنے ایس

شتاب اٹ کو ڈھنڈنے لگیا چوبِ سنگ — کہ تا ماریئوں اپس بے درنگ

جو ایسے میں پیدا ہوا ایک جواں — کہ تھا خوب رو ہور شیریں زباں

کیا تھا اپس تن پو دنیا لباس — جو اس دیکھ دہشت گئی مجھ تے بھاس

بتیا خندہ رو گل نمن تازہ تر — ہوا دل گلستاں اسے دیک کر

مرا ناؤں لے آکیا مجھ سلام — کہا کچھ نہ کھا غم توں اے نیک نام

اپن جیو پر قصد کرتا ہے کے — ہوس مرگ کی دل پو دھرتا ہے کے

توں مارگ وطن کی اتا پائیگا — ۱۰۸۰ سلامت تز گھر کوں توں جائیگا

بتیا رنج تیرے توں ضائع نہ کر — اتیا یاں تے نزدیک تیرا ہے گھر

کیا ہوں اسے میں سنے بعد ازاں — کہ تیرے پو رحمت اچھو اے جواں

جو کر بات مجھ اس پریشاں سنگات — دلاسے سوں بخشیا توں تازی حیات

بچھڑ گھر سوں مجکوں ہوئے بہوت سال — کہوں کیا جو کیا سخت ہے مجھ پو حال

قبیلے کوں میرے مجے کر جدا — دیا چرخ یوں چرخ مجھ کو سدا

جتا رات ہور دیس جاتا ہوں میں — تو مارگ وطن کے نہ پاتا ہوں میں

جھجی ہار اس غم تے میری سکل — ولے کاش جاتا نہیں جیو نکل

سدا دل مج اس غم تے رنجور ہے — زمیں سخت ہور آسماں دور ہے

سو ساحر کے تن کے منن دیک اب — سو یاں ہو کو سلتے مرے بال سب

مرے تن میں کانٹا ہر یک بال ہے ۱۰۹۰ — ہر یک بال میری مجھے کال ہے

اجل بی دیکھو بیگ آتی نہیں — یو دم یک رہیا سو لیجاتی نہیں

ہوا ہوں مگر ضعف سوں بے نشاں — تو باقی نہیں ہے اجل مجہ یہاں

اہے خلق جیتے کوں یو دوست دار — کہ یو درد تا زا اہے دور و دراز

یو سن بھی دلا سے سوں بولیا مجھے — کہ تجہ گھر کوں اپڑا نونگا میں تجھے

اتا کچ نکو ڈر توں اے نیک ذات — کہ مجہ سا سنگاتی ہے تیرے سنگات

کروں گا تجہ ایک ملک کا بادشاہ — اگر شرط میری رکھے گا نگاہ

مری شرط سو یو تجہ ہے والسلام — کرے توں جو کچ میں کہوں سو کام

یو سن شرط خوش ہو دیا میں جواب — کہ جو توں کہے سو کرونگا شتاب

بغیر از ترے حکم میں ایک کام — نکر سوں مری شرط یوں ہے تمام

کیا اس سوں جو شرط میں سر بسر ۱۱۰۰ — ہوا بھوت خوشحال میرے اوپر

بزاں مج کہا یا تجہ اچہ توں سنبھال — یدری جا کو آتا ہوں تج پاس اتال

سو یوں بول جا ایک لحظے منے — طبق ایک لیا یا عجب مج کنے

اتھا گو نہ گوں اس طبق میں طعام — بھی میوے حسن حسن کے نخفے تمام

او نعمت ہور میوے کھلایا مجے — سو لیا آب شیریں پلایا مجے

اسی شرط پر ہے توں ثابت قدم — کہا ہوے ثابت ہوں میں دمبدم

سو یوں مجہ تے اقرار لے استوار — دیا کاڑ (ہاں) یک ریسماں گرہ دار

کہا رک جتن بھی تری جیو سوں بند — کہ جاں جس (نکال) وقت مجکوں اپڑے گزند

توں یو ریسماں سٹ مرے انگ پر — کہ جیو داں میں پانو نگا (پہنچے) سر بسر

انگے ایک بڑا کام ہے مج ضرور — سو او کام کرتا ہوں تیرے حضور

مرا کام جب ہوئیگا تب تمام ۱۱۱۰ — کرونگا ترا کام میں والسلام

زمیں پر سو یوں بول غلطاں ہوا — دیکا ایک یک مرغ پراں ہوا

ہوا قد و قامت سو عنقا مثال — کہا تو پکڑ پانوں میرے سنبھال

میں اس مرغ کے پانوں پکڑیا شتاب — ہوا پر اوڑیا لیکو مج بے حساب

سو دو روز بعد از ہوا تے اتر — او تارا مجے لیا کو یک کوہ پر

جو خشکی میں تھا نیم دریا میں نیم — کہا یک گھڑی اچہ توں یاں اے سلیم

یدی جا کر آتا ہوں یوں کر گیا — سو ناچار اس کوہ (تزہ) پر میں رہیا

کتیک وقت (ابھی) گذرے پو آیا اوتے — سو میوے کتیک خاص لیایا اوتے

سو میوے کھلا مجکو بولیا شتاب — کہ ہاں بھی پکڑ پانوں میرے شتاب

پھر

نوے کئی دلاسے بھی پیدا کیا — مجے اس دلاسیاں سوں شیدا کیا

انا ساقی او جام لیا بے بدل — کہ جستے کھلیں خوش دلاں کے محل ۱۱۲۰

پلا دمبدم بھر کو او صاف جام — کہ دل کے کھلیں قفل جس تے تمام

مقام ہفتم

خرد کا اوڑیا مرغ یوں کھول پر — جو اس آستانِ بلند کے اپر

کہ بولے تمیم انصاری تمام — علی شہ سوں یوں کھول ہفتم مقام

کہ میں اس دلاسیاں سو خوش ہو عجب — کیا قید اس مرغ کے پانوں جب

تب او مرغ زیرک چلیا بے حجاب — مجے اس دریا پر تے لیکر شتاب

سو دو روز بعد از ہوا کے بھتر — دسیا یک جزیرا عجب خوب تر

فراخی منے تھا ارم سا عظیم — جو فردوس کے باغ سا خوش نسیم

انھا اس جزیرے منے یک محل — عجب خوش نمائی منے بے بدل

سو یک قفل اس در پو تھا سخت تر — لکھے دو کلیمے سو اس قفل پر

اول یک محمد پو ایمان کا — بھی دوسرا کلیمہ سلیمان کا ۱۱۳۰

ہوا مرغ غلطان اسی وقت وَل — اول سار کا پھر ہوا نوجواں

پوچھیا مجہ کوں ثابت ہے اس شرط پر — سچے کام سوں اس کی نیں تھی خبر

کہیا ہوئے ثابت ہوں میں اے جواں — نکو رک تو اس بات میں کچ گماں

جو تاکید کینا ہے قرآن منے — وفا عہد کا پاک سبحان نے

ہمیں دین کے حکم سب ہیں ترن — سو ہے اہمیں یک شرط کرنا جتن

یو سن بات خوش ہو ہوا بے ہراس — گیا لے شتابی سوں اس قفل پاس

بزاں کاڑ الیس کن تے یک ریسماں — پھر آیا جو اس قفل پر او جواں

چلیا لیکو مجہ اس محل کے بھتر — دکھیا اس محل میں عجب یک ہنر

کہ اس یک محل میں اتھے نو محل — سو سو ہر ہر محل کئی نگہ کے بدل

اتھے دیو شیطاں کھڑے سو ہزار ۱۱۴۰ جو تھے سانپ ہور کژدماں بیشمار

شیاطین ہور مار کژدم تمام — سو دوڑے ہمن دیک اے نیک نام

سو یوں دیک بولیا مجے او جوا — سٹو اس بلایاں اپر ریسماں

کہ تا باٹ چھوڑیں بلایاں تجے — ضرر کچ نہ دیویں تجے ہور مجے

کہیا جوں اتھا پند مجکوں جواں — سٹیا اوس بلایاں طرف ریسماں

سو اور ریسماں دیک کر با ادب — دیاں باٹ ہمنا بلایاں سب

انا دمبدم ساقی لیا او نبید — کہ ہل من مزید ہم ہل من مزید

میں جم جم ہوں جم جام کا مشتری　　کروں تخت جم کا ہو انگشتری

مقام ہشتم

روانی کا زرگر جو تھا دور بیں　　رکھیا یوں اس انگشتری پر نگیں

جو یوں شہ سوں بولے تمیم انصار　　ایس کے مقام آٹویں کا بچار

کہ چھوڑیاں بلایاں ہمن بات جب　　۱۱۵۰ کئے سیر آٹو محلاں کو تب

رکھے جب محل نہم میں قدم　　دسیا او محل جوں گلستان ارم

دھرے تھے مکلل وہاں یک تخت　　ستا تھا اس اوپر ال یک نیک بخت

اس انگشت میں تھی یک انگشتری　　دسے روشنائی میں جوں مشتری

جو اس تخت کے پاسباں باشر　　اتھے اژدھا دو سو دو نو طرف

پوچھیا میں اسے تب یو سب دیک کر　　ستیا سو جو او کون ہے تخت پر

بتے دیو ہور اژدھا کے ہیں یاں　　توں کے یاں سو آیا ہے کر مج بیاں

کہا اے سنتے سو انو کا ہے نام　　سو مہتر سلیماں علیہ السلام

توں یاں دیو شیطاں جو دیکھیا　　سو اس مرد کے پاسباں ہیں وتے

میں اس سب منے ہوں قوی ناتواں　　جو اس سب کوں کر زیر آیا ہوں یاں

انگوٹی جو دستی ہے اس ہات میں ۱۱۶۰ عجب کچھ قوی ہے کرامات میں
بلایاں جتیاں جو اہیں یاپسیت اس انگشتری کیاں ہیں سب زیردست
دیا ہے اس انگشتری ذوالجلال سو کینا ہوں میں کاڑ اسکوں اتال
بزاں دیو شیطان جن و پری اچھینگے مرے حکم میں سرسری
سو کئی سو برس تے مجے روز و شب اس انگشتری کا ہے دل میں طلب
تو اتنے مشقت سوں دہایا ہوں میں بیتے رنج محنت سوں آیا ہوں میں
کہا ہیں یو سب سن اسے اے جواں ہوا کیا جو سنجنی تے آیا ہے یاں
یو انگشتری کیوں تنجے آئیگی سلیماں کے کیوں ہات تے جائیگی
سہی کوں کہاں باک شمک کا تاب کہاں شب پرک ہور کہاں آفتاب
ہما کے برابر نہ ہوتا ہے زاغ نہ ہر بوند ہوے گوہر شب چراغ
نہ ساجے ہر یک سیس پر تاج زر ۱۱۷۰ نہ ہر یک کمر پر کمر بند زر
نہ یاقوت ہوتے ہیں سارے پتھر نہ دھرتی عنبر ہر خندق کی گر
نہ ہر سر سزاوار ہے تاج کوں کتنے تاج کوں ہے کتے باج کوں"
یو سن مجہ کہا یوں نہ ہو ناامید نکو کانپ دہشت سوں جوں شاخ بید
مرے کام پر اچہ توں ثابت قدم بھی کس بات میں توں نکو مار دم

توں ثابت قدم اچہ تری شرط پر بھی کچہ زیا ستی بات مجہ سوں نکر

کیا اسکی دہشت تے میں او قبول ولیکن ہوا سخت دل میں ملول

چلیا و لنے شوخی سوں او شوم بخت سلیمان کا سار ہونے کوں تخت

گیا جلد او تخت کے پاس جب سٹی اس اپر اژدہا اک تب

پڑیا ہو کو بے ہوش تب او جوان سٹیا اسپو میں دور او ریسماں

پڑی ریسماں اسکے اپراں جب ۱۱۸۰ ہوا او جواں پھر کو ہشیار تب

دوجے بار بھی سار ہونے چلیا بھی اژدہا سٹیا اک سو تلملیا

بھی اس پر سٹیا جلد میں ریسماں سو پایا جواں پھر کو تاب و تواں

کیا قصد بھی پھر کوئی لاک لاک منگے اسکوں کرنے کوں اژدہا ہلاک

سٹیا تب انو کی طرف او جواں اپس پاس تے کاڑ یک ریسماں

دئے بات تب اژدہا با ادب گیا او جواں تخت اپراں تب

کہا او بڈھ خوشی سوں بڑنے بخت مج جو آیا سلیمان کا تخت مج

نہ اس تخت کوں ہو سکے کوئی قریب کسے ہوئے مجہ باج ایسے نصیب

اچھوں کیوں نہ خوشحال ہور شاد شاد سو پایا ہوں کئی سو برس کی مراد

بڑاں بیٹھ شوخی سوں یوں بول کر رکھیا کاڑنے ہات انگوٹی اپر

سوا ایسے میں ہوی ہانک یک ہولناک ۱۱۹۰ گگن ہوے جس ہول تے چاک چاک
زمیں نا سکے سوس جس کا گزند (آواز) سنے پر چھٹے کوہ کے بند بند
سنے گر دھمک اس کی جن و پری (سہہ) تڑک جا کلیجا لگے تھرتھری
سنیا جب جواں ہانک ایسی کٹھل گیا ہوش اسکا سب اس سے نکل
پڑیا سرنگوں تخت تے سدگنوا (سخت) کلیجا تڑک دل تڑک بدگنوا
لگی جب اسے پانک (ہانک) کی سختیاں (سدھ) دیا کئی غدا بوں اپس کا پراں (عقل)
ادک تلکھلی سوں دیا جیو جب میں دیکھت عجو بار ھیاڈ عجب
سوا ایسے میں آیا ندا بے حساب کہ ہاں اے تمیم الضاری شتاب
نکل جا کے آیا ہوں اس کے سنگات سنیا کے تو اس دیو سرکش کی بات
جنے سرکشاں میں تو باغی ہوا نہ اس دیو سا کوئی طاغی ہوا
کہ مہتر سلیماں جداں تھے حیات ۱۲۰۰ تداں سوں یو باغی ہے ناپاک ذات
یو قوت میں دیواں یو غالب اتھا (جب) سدا اس انگوٹھی کا طالب اتھا
تو شوخی سوں اس تخت لگ آئیا سو ناچار اپنا کیا پائیا
محمد کی عزت بدل ذو الجلال (آیا) بچایا تج اس ہانک میں تے اناں (بایا)
اگر اس سر یکا نہ ہوتا سبب تو سچ جان تج بانچنا تھا عجب
یو سب سنکو پوچھیا اسے میں شتاب (جیسا) کہ توں کون ہے سو مجے دے جواب (بچنا)

کہا ناؤں میرا توں جبرئیل جان | مرا کام سب امر حق سوں پچھان
کہا میں کہ جانو نتیں جبرئیل | مرے دل میں یو بیج نہ تھا قال و قیل
مرے گھر کی امید سوں اس سنگات | پھریا رنج و محنت سوں میں دن رات
کہو یا نتے کیوں اب نکل جانوں میں | خلاصی بلایاں تے کیوں پانوں میں
کہے جبرئیل یوں مری بات سن ۱۲۱۰ | اتا کام یک کر مری بات سن
دوجی یک انگوٹھی ہے اس تخت تل | سو توں او انگوٹھی اچا لیکو چل
کہ اس میں تجے نفع بی ہویگا | سو تج مشکل آسان سب ہویگا
ابھی لے توں اپس پاس وریسماں | جو اس اژدھا پر سٹیا او جوان
توں جس باٹ آیا ہے اے مرد شتاب | اسی باٹ سوں پھر کو جا توں شتاب
مجے جبرئیل یوں کئے حکم جب | ڈھونڈیا تخت تل میں انگوٹی کوں تب
یکایک دسی او جو انگشتری | کہ جس سوں خجل زہرہ و مشتری
لیا میں او انگشتری جلد تر | کیا کام جبرئیل کے حکم پر
مجے حکم بھی تھا سو اوریسماں | او چالیکو وان تے ہوا میں رواں
مج انگشت میں دیک انگشتری | لگی اس بلایاں کو سب تھرتھری
بلایاں اتھیاں گرچہ بے تاب سوں | ادب سوں دیاں باٹ آداب سوں

دیاں باٹ ہو زم مجہ دیک کر
نہ حملہ کیاں کچ بھی میرے اوپر
دیکھیا میں عجب اس انگوٹی میں کام
بھرے تھے مگر اسم اعظم تمام
او مارگ تو نھنے سب بلا یاں کیے کھان
کہ جاں نے سلامت نہ جاوے گماں
ولے حق تعالیٰ کے آدھار تے
سلامت گیا بھار اس ٹھار تے
انا ساقی او شاہد گلعذار
ملا لیا کو شیشے کے پر تے بہار
جو شیشے میں ہے او می لعل گوں
کہ پردے منے خوب محبوب جوں

مقام نہم

معانی کا رضواں لیا تھا بہار
لطافت سوں اس حور کوں یوں سنوار
جو بولے نمیم انصاری سکل
مقام نہم اس وضع بے بدل
کہ آیا میں جب اس محلاں تے بھار
رکھیا باٹ پر تب قدم استوار
چلیا دک میں رک و ملیں آلودہ میں
جنگل پر جنگل کوہ پر کوہ میں ۱۲۳۰
کیتیک روز بعد از ہوا مج گذر
یکا ئیک یک سبز صحرا اُپر
دسیا مجکوں صحرا میں واں یک محل
جو تھا خوش نمائی منے بے بدل
کیا جب محل پر نظر سو بسو
دیکھیا اس پو یک دختر خوب رو

دسی یوں بلند اس چھجے کے اپر — کہ جوں آسماں پر پنیم کا چندر

اتھی سیس تے نک تلک جوں پری — دلے کاں پری میں یتی دلبری

او دختر مجھے دیک اتری تلار — مرا ناؤں لے مجکوں بولی پکار

کہ آو و تمیم انصاری دہر (ہے) — مجھے تجکوں یک پوچھنا ہے خبر

کہ او دیو تجکوں لجایا اتھا — ہوس خام دل میں پکایا اتھا

سلیماں کی رک سلطنت پر ہوس — لجایا تھا تمنا کوں ہمراہ اپس

سو سچ بول واں جو لجایا تجے ۱۲۴۰ — ہوا کیا اسے سو خبر دے مجے

جب اس بھانت سوں یوں پوچھی مجہ بیاں — میں دیکھیا سو قصّہ کہا سب عیاں

سنی جب سلیمان کے تخت تل — دیا جیو انے اُس انگوٹی بدل

کہی تب کہ کئی بار کئی دھاٹ سوں — منع کی تھی میں اسکوں اس بات سوں

کہ مہتر سلیماں ہیں حق کے رسول — نکو جا مری بات کر توں قبول

مری بات نا سنکو شوخی سنگات — گیا ہور کیا او اپس جیو پو گھات

بزرگاں سوں چلتا جو کوئی بے رضا (وضا) — سو در حال پاتا ہے اپنی سزا

جو کوئی آسماں پر اوڑاتا ہے خاک (کوئی) — وہی خاک سر پر ہو بے شک ہلاک

توں حد تے نہ رک بھار اپنا قدم (باہر) — اپس دل کوں سکلا ادب دمبدم (سکھلا)

جو کئی اپنے دل سوں خبردار نیں کسی کے کہے سوں ادب دار نیں

اپس کوں اپی جِن سکا یا ادب ۱۲۵۰ وہی جگ میں ہے خاص مقبول رب

کہی جب او دلبر نے باتاں سنوا کیا اس پو میں آفریں بے شمار

بزاں اس کوں پوچھیا کہ اے نیک فال مرا ناؤں تو کیوں پچھانی اتال

لطافت سوں یوں تب کہی مجہ جواب کہ توریت کی میں پڑی ہوں کتاب

کہ دیکھی ہوں توریت میں یو خبر کہ انسان کا یاں نہ ہوے گذر

محمدؐ نبی کا مگر ایک یار جو اس ناؤں اچھیگا نیم النہار

اسی شخص کا ہو یگا یاں گذر بکر سے گذر کوئی دُسرا بشر

موافق خبر کے پچھانی تجے انا ئیک تجھ سوں عرض ہے مجے

کہ توریت ہے حق تعالیٰ کی بات محمدؐ کی دیکھی ہوں اس میں صفات

محمدؐ نبی سرورِ سروراں حبیب خدا ختم پیغمبراں

نبی سب ستارے ہیں او آفتاب ۱۲۶۰ دو عالم کوں ہے ان سوں پر نور تاب

سکل انبیا کے او سر تاج ہے کہ جس کوں شرف حق تے معراج ہے

محمدؐ کوں ہے سب نبیاں پر شرف اس اُمت کوں سب امتاں پر شرف

میں آنے جو منگتی ہوں اس دین میں کہ جل پر نہیں بات کچھ بن میں

کہ کلمۂ شہادت سکاؤ مجے ۔۔۔ سو اس دین کی رہ دکھاؤ مجے

سعادت منے راست پایا اسے ۔۔۔ کہ کلمۂ شہادت سکایا اسے

جب اُس دل میں روشن ہوا یو چراغ ۔۔۔ دل اس کا خوشی سوں ہوا باغ باغ

بزاں اس کو بولیا کہ اے سیم بر ۔۔۔ توں یاں آئی ہے کیوں سو مج دے خبر

کہی میں ہوں یک دخترِ بادشاہ ۔۔۔ کہ تھا صاحب تخت و تاج و کلاہ

جسے خیل لشکر انتھا بے شمار ۔۔۔ انتھے حکم تل اس کے کئی شہریار

مری ماں اتھی بھوت صاحب جمال ۔۔۔ ۱۲۷۰ نہ تھی حسن میں کوئی اس کی مثال

مری ماں کے ہیں پیٹ میں جب اتھی ۔۔۔ جو یو دیو پر فتنہ و لعنتی

ہوا عاشق اسکا جو دیکھیا جمال ۔۔۔ اڑا کر اسے لیا رکھیا یاں سنبھال

سو میں یانچہ پنچی ہوں اے نیک ذات ۔۔۔ مری ماں کتیک دیس کوں ہوی وفات

رکھیا مجہ کوں اُن دیو جیوتے جتن ۔۔۔ سو پالیا انے مجہ کوں دختر من

جتنے دیو یاں کے جو تیز و چپل ۔۔۔ دیا سب کوں کر زیر مجہ حکم تل

بزاں سب یو قصہ مجے بول کر ۔۔۔ چلی لیکو مجہ اس محل کے اپر

رکھی مجہ کتیک روز او نیک نام ۔۔۔ سو مہماں نوازی بجا لیا تمام

ہوا مست اس پیار کے جام سوں ۔۔۔ رہیا واں کتیک روز آرام سوں

کتینک دن ہوئے بعد ازاں ایک روز — کہا اس کوں اے دخترِ دل فروز

خبر لے اتا کچ مرے حال تے — ۱۲۸۰ کہ چھوڑیا ہوں گھر دار کئی سال تے

جتنی باٹ چلتا ہوں میں قصد کر — نہ پاتا ہوں میرے وطن کی خبر

مرا دل ادک غم سوں پامال ہے — یک یک روز مجہ پر کتینک سال ہے

سنی جب مرے حال کی یو خبر — انجو مینگ برسائی مجہ حال پر

کہی تب دلاسے سوں خوشحال اچہ — نکو توں اتا غم سوں پامال اچہ

ترے گھر کوں دو سو برس کی ہے باٹ — توں بے غم ہو اب دل نکو کر اچاٹ

کہ ایسے ہیں دیواں مرے بل منے — جو انیڑ ایں تجہ گھر کوں یک پل منے

اتی دور سن باٹ بے اختیار — مرا حال غم سوں ہوا زار زار

سو فی الحال مجہ حال یو دیک کر — کری حاضر یک دیو چالاک تر

کری اس کوں تاکید نت بے حساب — کہ انیڑ امدینہ کوں انکوں شتاب

نکو کر توں اس بات میں کچ درنگ — ۱۲۹۰ شتابی سوں جا جیوں پرندہ ترنگ

کہا دیو او باٹ بی دور ہے — پون جاں شتابی سوں معذور ہے

سو ہفتے میں یک واں تلک جاونگا — انوکوں سو انیڑا کو پھر آؤں گا

بزاں لطف ہور پیار سوں او نگار — کری مجہ کوں اس دیو اوپر سوار

مجھے لے اڑیا ولتے او بدخصال　　ہوا میں جو یک تند بارے مثال
سو گئی دور لگ جا کو او بدگہر　　کیا قصد میری ہلاکی اوپر
مجہ انگشت میں تھی او انگشتری　　دعا مجہ سکائی تھی او پیر پری
یو دو چیز کام آئے اس وقت پر　　تو او دیو نیں دے سکیا مجہ ضرر
ولے لے چلیا اس دریا کے رخن　　کہ جاں جہاز پھٹ کر ڈبے بہوت تن
مجھے ایک تختے پو پروردگار　　نکالیا اتھا اس سمندر تے بہار
رھیا آ کو آخر اسی کوہ پر　　۱۳۰۰ کہ کشتی پھٹی تھی جسے بیٹھ کر
سو اس کوہ دریا کوں میں یک سبب　　کہا دل میں یا رب تیا ملک سب
پھر اکر قضا مجکوں لیائی ہے یاں　　لکھیا کچ مرا مجہ نہ دسنا عیاں
سو القصہ اس غم سوں ہو زار ناک　　کہا اس نکو کر توں مجہ کوں ہلاک
مرے گھر کوں لے چل مجھے یک نسنگ　　توں اس کوہ پر کیے کیا ہے درنگ
یو سن مکر سوں یوں دیا مجہ جواب　　کہ سکتا ہوں میں یاں تے جانے شتاب
ولے یک قوی سخت دیو عظیم　　سو اس کوہ کے سبس پر ہے مقیم
مجھے ہور تجھے دیک او ہولناک　　مجھے ہور تجھے مل کریگا ہلاک
دوجی بات بھی نیں جو اس بات تھانوں　　بڑی فکر ہے یاں تے کیوں با پانوں
کیونکر

یو سن بات پوچھیا اُسے میں نِشاں — جو کرنا اتا کیا سو دے مجہ جواب

کہا ہے انگوٹی تجہ انگشت میں ۔ ۱۳۱۰ — سو دے اب ایک ساعت مرے مشت میں

جو تا اس انگوٹی کوں ہت لے مگر — کروں گا میں اس دیو پر تے گذر

ترے گھر کوں انپڑ اونگا تج سنبھال — نہ کر فکر دے ٹک انگوٹی اتال

مرے گھر کوں جانے کی اُمید دھر — دیا او انگوٹی اسے کاڑ کر

انگوٹی چڑی دیو کے ہات جب — دغا دیکھو مجہ کوں گیا چھوڑ تب

لگی بید اول تے مجہ تھرتھری — جو کھویا عنایت کی انگشتری

تاسف سوں چابیا اپس ہات میں — کہ اپنی دغا سوں ہوا مات میں

اتی بھانت سوں لے پشیماں ہوا — ولے تب نتھا اس درد کوں دوا

چلیا چار ناچار دل سخت تر — جو اپڑیا میں اس کوہ کی سیس پر

دسیا مجہ کوں اس کوہ پر ناگہاں — عجب تخت یک سور سا زرفشاں (جوہی تاں)

جو بیٹھا انتھا اس تخت کے اپر ۔ ۱۳۲۰ — سو یک دیو بد شکل ناپاک تر

مکہ اس کا سیاہی نمن تھا سیاہ — او قوت میں تنہا اتھا یک سپاہ

جسے دست جوں شاخ یا بیخ سخت — تناور انتھا جوں تناور درخت

اتھی سونڈ اسکوں ہتی کے نمن (ہاتھی) — ہتی جس انگے تھا بتی کے نمن (ہی)

شتابی سوں دوڑیا مجے دیک کر کیا قصد میری ہلاکی اوپر
غضب سوں پکڑ مجہ کوں او نابکار سٹیا وانتے بھر کا کو ڈونگر تلار
پڑیا میں دعا پیر پری کی تب سلامت رکھیا حق نے مجہ اس سبب
بلندی میں او کوہ تھا جوں اکاس پڑے پر نہ جیو رہے نہ ہڈ رنہ ماس
ولیکن خدا تھا نگہبان مجہ دیا اس برکت سوں جیو دان مجہ
بزاں ہو کوئی وقت کوں میں ہشیار کیا واں تے تنہا سفر اختیار
سو کئی منزلاں لگ تھا مجکوں قوت ۱۳۳۰ بجز ذکرِ حَيِّ الَّذِي لَا يَمُوت
بڑے بھاگ حق جس کوں ساتی اچھے نہیں ڈر جسے یوں سنگاتی اچھے
انا ساقی اس روح کوں دے پیال اس آخر زمانے کے فتنیاں کوں بال
جو نا اسکی مستی سوں میں ساند کر سٹوں غم کے دجال کوں باند کر

مقام دہم

قلم یو جو دھرتا ہے شیریں نکات رکھیا گھول اس بات میں جوں نبات
کہ حضرت علی سوں کئے آشکار مقامِ دہم کوں تمیم انصار
جو کئی دن چلیا یو نچہ مج دھیان میں کہ ناگاہ یک دن بیابان میں

یوں ہی

دسیا یک عجب جھاڑ مجہ سایہ دار — کہ جس چھاؤں میں مائیں کئی سو سوا

سو آرام آسودگی کے بدل — گیا میں شتابی سوں اس کو تل

دکھیا میں جو باندہیں اس جھاڑ — زنجیراں سوں کس کس کو یک دیو کوں

دسے یوں سو روجوں اندکارات ۱۳۴۰ — اتھا یوم تے بوم ناپاک ذات

مجے دیک او دیو بولیا پکار — کہ ہاں خوش توں اچہ اے تمیم انصار

ترا شہر تو یاں تے نزدیک جان — نکو رک توں اس بات میں کچ گمان

پوچھیا میں اسے کیا سبب یاں تجے — بندے ہیں سو سچ جاب دے توں مجے

کہا یک پڑا ابھوت سخت کام — سو استے بندے ہیں مجے یا مدام

ولے تھے مجے تجہ سوں کتیک سوال — جواباں توں اسکے مجے دے اتال

مجے اسکی نیت کی نیں تھی خبر — جو نیت میں اس زہر ہے یا شکر

سو القصہ او دیو سرگشتہ حال — کیا اس وضع مجہ سوں اول سوال

کہ جگ میں خدا کے نبی ہیں حیات — کہا میں کئے اس جہاں سوں وفات

بھی پوچھیا کہ جھوٹے گواہ ہور قمار — زنا ہور گھوڑے پو عورت سوار.

یو سب فعل ہوتے ہیں یا نیں سو جا ۱۳۵۰ — مجے بول تحقیق اے مرد شاب،

کہا میں یو دنیاں میں ہوتے ہیں کام — یو سن جواب او دیو صورت حرام

ہلیا سخت، توڑیا زنجیراں سکل　　اتروان تے آیا بزاں جھاڑ تل

اتر تیجہ او دیو سر گشتہ بخت　　کیا قصد میری ہلا کی پو سخت

(اترتے ہی)
غروری سوں یک ہانک ماریا عظیم　　کہ جس ہانک سوں ہوئے زہرہ دو نیم

(غرور)
پکڑ ہات میرا کہیا بول مج　　کہ بھر کانوں میں کس طرف پائے تج

(بھینکوں)
سپڑ میں رہیا ہات میں اس کے یوں　　سپڑتا ہے کاغذ شکنجے منے جیوں

پڑیا جیو کا میرے مجے آ کبل　　لگیا بید سا کانپنے تن سکل

کہا دل میں یارب کروں کیا اپنا ال　　توں بیگی مجے اس بلا تے سنبال

جو اتنے میں از حکم پروردگار　　ہوا یک فرشتہ وہاں آشکار

کہ اژدہا دسیں سور اس بل منے　　۱۳۶۰ سٹے مار کے دیو یک پل منے

کیا کیوں تو اتریا تلار اے لعین　　کہ یک وقت ہے تج اترنے معین

(کہا)
مہابت سوں کر ٹک نظر اس اپر　　کیا سنگ کوں موم تے نرم تر

فرشتہ جب اس دیک ڈانٹن لگیا　　تب او دیو مج چھوڑ کاپن لگیا

(ڈانٹے)
بزاں زور سوں مار اس زیر کر　　لیجا سخت باندیا اسے جھاڑ پر

کہا او فرشتہ بزاں مج پکار　　کہ ہاں کیا سبب اے نسیم الصغار

دیا اس سوالاں کا توں کیوں جواب　　انا جانوں یانتے شتابی شتاب

کہا میں فرشتہ ہوں لاشک یقیں — سو دجّال مردود ہے یو لعیں

یو آخر زمانے میں بھار آیگا — سو کئی خلق اس تے دغا کھایگا

قیامت کے آنے کا یو ہوٹ نشاں — سو اس کا نکلنا ہے سچ دل میں جاں

کرینگے اسے قتل مہدی امام — ۱۳۷۰ اچھو حق تے نازل انوں پر سلام

اگر میں نہ آنا تو یو ہولناک — کیا تھا تری جیو سوں نچ ہلاک

یو سب بھید او جب کیا آشکار — کیا اس پو میں آفریں بے شمار

پوچھیا تب کہ میں کس طرف جاؤں یاں — کہا نیٹ قبلہ طرف ہو رواں

چلیا میں کتنیک روز واسوں شتاب — نہ کھانے کوں کھانا نہ پینے کوں آب

پڑیا تھا او دک غم تے مج دل میں شور — نہ ہاتاں میں قوت نہ پاواں میں زور

عجب مجہ پو سختی انتی رات دیس — نہ اکثر کھڑیا کس پو ایسا دیس

نہ آرام تن کوں نہ دل کوں شتاب — چلیا میں اسی وجہ سے دین رات

انا سا قیا لیا اور نگیں مدن — شہیداں کے مانند خونی کفن

کہ تا اسکی مستی سوں ہو کر سعید — پرم کی اچھوں تیغ کا میں شہید

مقام یازدہم

فراست کے صراف نے سر بسر ۱۳۸۰ کیا زر کوں یوں اس کسوٹی اپر

که بولے ہیں یوں یازدہم مقام   نسیم انصاری نے اے نیک نام

جو کئی روز بعد از مجے یک محل   دسیا یک بیابان میں بے بدل

گیا اس محل پاس میں دوڑ کر   دکھیا در پو اس قفل یک سخت تر

لکھے تھے سو یوں قفل پر خط نیک   که ہے عرش تا فرش سبحان ایک

پڑیا تب مبارک او خط بے حجاب   پڑیا قفل اس تے اپی کھل شتاب

بڑاں میں گیا اس محل کے بھتر   دکھیا کئی محل یک تے یک خوب تر

سُنے کے اتھے خاص او سب محل   مرصع کرے تھے اسے بے بدل

سو یاقوت ہور لعل مرجان سوں   جڑے تھے محلاں ادک گیان سوں

بلندی میں ہر یک محل جوں گگن   زمیں ہے فراخی (میں) ہر یک انگن

رکھے تھے وہاں یک کندوری سنوار   بھی پانی کے کوزے کتیک بیشمار ۱۳۹۰

سو اس بھات الوان نعمت کے خوان   جو دیکھیاں انکھیاں نا سنے کس کے کان

بیں جا اس کندوری پو کھایا طعام   پیا آب شیریں تے اس ایک جام

چلیا وانتے اُٹ کر شتابی بدل   پھریا او مکمل محلاں سکل

جو ناگاہ واں ایک صوفی مجھار   دسیا ایک حجرا جواہر نگار

جو او سب محلاں میں خوش رنگ تھا   سکل نقش جوں نقش ارزنگ تھا

جتے نقش اسکے سو گلشن دسیں ۔۔۔ جواہر سنلدیاں تے روشن دسیں

انھا پر وہ سبز اوس در پو ایک ۔۔۔ فلک سبز حیراں اتھا جس کوں دیک

سو پردے پو او خوش جھلک دیک کر ۔۔۔ او چا ئسٹ کو پردہ گیا میں بھتر

کتیک تن دکھیا اس میں زخمی اتھے ۔۔۔ دھڑاں تھے ولے جیوان میں نہ تھے

اگرچہ نہ تھا جیو ولے سربسر ۱۴۰۰ دسے تن جتے جیو من جلوہ گر

ہتیاراں پو تکیہ کئے تھے سکل ۔۔۔ توں بولے اِتا آئے ہیں دل کھند ل

رنگیں کسو ناں لھو کی لالی سوں لال ۔۔۔ شجاعت میں ہر یک دسیں باکمال

سو میں واں تھکیا حال او دیک کر ۔۔۔ جو ایسے میں واں بھی دسیا ایک در

سو اس دار پر تھے سواراں چہار ۔۔۔ کمر باند ہتیار شمشیر دار

ڈریا میں سواراں کوں واں دیک کر ۔۔۔ جو بولنگے مجہ توں کے آیا بھتر

جو اتنے میں مج دیک چار و سوار ۔۔۔ مرا ناؤں لے مجکوں بولے پکار

کہ توں گھر کی تیرے نکو فکر کر ۔۔۔ جو یانتے نزا گھر ہے نزدیک تر

بزاں میں بھی خوش ہوا نو سوں کلام ۔۔۔ کیا ہور پوچھیا یو قصہ تمام

سو بولو جو یو کون ہیں کشتگاں ۔۔۔ تمیں کون ہیں جو کھڑے ہیں سو یاں

یو سن یوں دئے جاب ہر دو سوار ۱۴۱۰ کہ یو کشتگاں ہیں پیمبر کے یار

جواب

که حق کے بدل یو ہوے ہیں شہید — جو دونو جہاں میں ہوئے ہیں سعید

یقیں جان توں اے نمیم انصار — ہمیں ہیں خدا کے فرشتے چہار

جداں جگ میں تھے نوح اے نیک نام — تداں سوں نگھدار ہیں یاں مدام

کندوری جو یاں یک رکھے ہیں سنوار — کہتے ہیں کہ فردوس تے لیاے بھار

سو لوگ آ کو کھاتے ہیں او طعام — ولے کم نہ ہوتا ہے اے نیک نام

بزاں ان سوں بولیا مرا حال یوں — کہ بچھڑیا ہوں مجہ گھر تے کئی سال میں

گھٹیا باٹ چلتے مرا جان و تن — نپایا ولے باٹ گھر کے رخن

کہے گر توں قبلے طرف جایگا — ترے لوگ سب کئے سو توں پایگا

دلاسے سوں یوں جب دئے مجہ جواب — دعا کر کو ان کوں چلیا تب شتاب

چلیا جلد ہو واں تے اندوہ میں ۱۴۲۰ زمیں پر زمیں کوہ پر کوہ میں

کتیک رات دن یوں گئے جب گذر — دسیا باغ صحرا میں یک سبز تر

ہر یک جھاڑ سو سبز جوں نوں نہال — ہر یک شاخ طوبیٰ نمن باردار

درختاں جو پاتاں سوں باندے نقاب — نہ دیکھی زمیں او کدی آفتاب

سورگ بن جو تھی دھوپ کوں باٹ تنگ — اتھا عرش تے فرش لگ سبز رنگ

سو لالے کے یاقوت جیسے چمن — سو نیلم نمن سب یو نقشے کے بن

دسیں نرگس اس یوں چمن خوب کے — جو جھلکے نین خوب محبوب کے

لٹک سنبل یوں تھے گل لال پر — کہ جوں زلف محبوب کے گال پر

پیالے سو لالے کے بھرتے مدن — ڈولیں باد سو شاخ بستاں منن

کنول کھل کو اس دھات نکلے — کہ عود سوز تے عود کا جوں دھنور

چمن میں آرے کھل کو سارے گلاں ۱۴۳۰ — خوش آواز تھیاں اس اپر بلبلاں

پکارے کتے فاختنے سر سری — ہنسے کس طرف خوش ہو کبک دری

اتھے خوش نما اس میں شمشاد و سرو — سو قمری یو دراج کبک و تذرو

اناراں جو تھے بے بدل تو کے — سو حقی اتھے لعل یاقوت کے

پکیاں خمر کاں یو دسیں تاب دار — سو کنچن کے جوں ہیکلاں تاب دار

دھریں خوشے انگور کے سبز بیل — گگن سبز میں جوں ثریا کی جھیل

سو میوے تھے اس بھانتی ہر رخن — نہ کاناں سنے کوی نہ دیکھے نین

درختاں ہزاراں جنس کے تھے با — سو میوے تھے یو شاخ پر کئی ہزار

سکل کا نوی جورواں اتھے سو واں — سو پیارے لگے جو کہ عمر رواں

دسے سبز سبزی میں یوں صاف جل — رُپلے کے زمرد کے تختے پو جل

دسیں جھار چشمیاں یوں نسر بسر ۱۴۴۰ — کہ جوں خضر امرت کے چشمے اپر

چشموں

عجب خوشنما سبز او باغ تھا — ارم دل میں جس باغ کا داغ تھا

پھریا باغ جب میں تماشے بدل — دسے واں بُڈھے مرد یک جھاڑ تل

جو بیٹے تھے تسبیح کے دِھیاں میں — جو مشغول ہو ذکر سبحان میں

سو مکھ صبح ہور بال کافور سے — دسیں پیر او پارۂ نور سے

انگے جاکو ان کو کیا میں سلام — علیکی مجے دیکو او نیک نام

کہے ہے توں او جو گنوا ناگیا — کہ سارا مدینہ تنجے دھنڈ رہیا

کہا ہوئے او ہوں میں اے نیک نام — سنے تو کروں عرض قصہ تمام

کہے ہنس ولا سے سوں اے مرد نیک — کہ جا تو انگے چپ وضو کر کو دیک

ملیں گے تجے یک دو جے پیر مرد — انو پاس تج حال کا بول درد

ترا اُن سوں خاطر نشاں ہوئیگا — سکل مشکل آسان واں ہوئیگا ۱۴۵۰

جب اس بھانت سوں او کئے مجہ نشان — وداع ہو کو واں سوں ہوا میں رواں

انا ساقی آنوں کہ اے دل ملول — بجز مے نہ کرنا ہے کس کوں قبول

انا آنوں اے ساقی خضر گن — پلا جام او آب حیوان تن

کہ تا اسکی مستی سوں پایں حیات — اچھوں خوش سدا مل عزیزاں سنگات

مقام دوازدہم

مرے دل نے تعلیم لے خضر پاس ۔ کیا سبز یوں اُس بیاں کا لباس

کہ اپنا کہے بار[۱۲] واں یوں مقام ۔ تمیم الضاری علی سوں تمام

کہ واں تے چلیا چار دن چار رات ۔ سو حق کا مدد رہنما لے سنگات

یکا یک دکھیا ایک صحرا اپر ۔ سو یک باغ فردوس سا جلوہ گر

اگر ہور چندن ہور صندل کے جھاڑ ۔ سرب آنک کھینچے تھے چو گرد باڑ

نظر جاں تلک جائے واں حسن رن ۔۱۴۶۰ زمیں سب دسے سبز طوطی نمن

توں بولے بچھائے تھے بھر نشاط ۔ زمیں پر سکل عبقریں کا بساط

دسیں اوس لہلہتے سبزے پر ۔ ہرے پاچ کے جوں پروئے گہر

اتھے بوند شبنم کے لالے پو یوں ۔ جھلکتے ستارے شفق میں تے جوں

تھلکے سبز سبزی میں اس دیک ہرن ۔ مدن کے چمن میں جوں آہو نمن

گلاں سوں زمیں سبز سب بے گماں ۔ دسے جوں ستاریاں سوں سبز آسماں

اتھے لال ہر ایک گل شاخ پر ۔ صراحی مے لعل کی سر بسر

مے ناب شبنم اتھی جوں گلاب ۔ چھلکے نین نرگس کے پی پی شراب

ڈولیں باد سوں گل کے کئی شاخ بھار ۔ مدن پی کو جوں نازنی گلعذار

نازنیں

دسیں سُرخ گل سبز ڈالے منے رخ خوب جوں سبز والے منے

اتھے سرخ گلنار کے پات (سیب) ۱۳۹۰. کہ جوں پان کھائے سوخوباں کے (لب)

؟ نکے جھونکے منے ہر رخن بنفشے رکھے سر عروساں نمن

کنول پر دسیں پر پسارے بہور کہ جوں سیام ابرو کنول نین پر

اکر بیخی کے پیچہ یوں پر نگار کہ مہندی سوں جوں نیجہ (گ) گلعذار

جتنے عشق پیچے اتھے خوش نظر سٹیں عشق کے پنجہ میں سر بسر

ہزاراں کھلے ارغواں کے چمن ہزاراں پھلے نسترن ہور سمن

انتھے خوشنما گل ہر یک ڈال کے ضمیراں ہور سنبل ہور گل لال کے

گلابی گلاں کے کھلے کئی چمن پھلے یاسمیں ہور کھلے یاسمن

بناں کیوڑیاں (بن کیوڑوں) کے جو آتے (تھے) پاس کئے (پھولے) تھے اپس و ھامناں کا لباس

دسیں جھاڑ جینپا (گ) نکے یو (ں) روپ سو (ں) کہ جوں لاجہ وردی (لاجوردی) طلا دھوپ سوں

کھلے مکہ پوا رگند سوں سینوتی ۱۴۰۰. پھلے جائے جوئی سومل رینوتی

کھلے کئی وضع کے گلان جاؤ سوں جھڑے کئی وضع کے پتے باؤ سوں

رنگارنگ پھولاں کی جھڑ جھڑ زمیں رہی سو رنگ دامنی مدتی

گلاں پر سوں چو چو کے شبنم (پتے) کی نم چمن واں کے سب ہور (ہے) بھتے جم

ملا کر نوے چاند سے ایک ٹھار　　دھرے تھے ہر یک بند پانہ سنوار

بھی ایسے تھے کئی پھل نوے ہر رخن　　بنجا کی زباں کس نہ دیکھے نین

سیتے ہر طرف جھاڑ تھے باردار　　جو نا کر سکے کوی ان کا شمار

بیتے ڈاٹ جھاڑ اں سو جھاڑاں ڈولے　　جو بچھڑے سو ان جوں مل کو لگتے گلے

سو کئی جھاڑ میوے کے تھے مایہ دار　　جتے مایہ داراں و نے سایہ دار

سعادان میوے اد ک بار تھے　　سو امرت کے چشمے ہر یک بھار تھے

انتھے قدِ دلبر سے شمشاد کئی　　۱۴۹۰　　الف سار کے سرو آزاد کئی

درختاں جتے خضر سے حلہ پوش　　ہر یک چشمہ لذت میں جوں آب نوش

جتے جل کے چشمے و تے جیو کے قوت　　کریں ذکر حَیِّ الَّذِی لَایَمُوت

دسیں کالوی سبز سبزے میں یوں　　پٹیاں میں عروساں کے ہے مانگ جوں

کنارے سو نالے کے سبزے سوں بھر　　دسیں سبز خطاں کے جیسے اوپر

دسیں جل میں سبزی سوں ایسا خیال　　صقاول میں فردوس کا جوں جمال

بھریں جل جو کر موج سوں غلغلہ　　چلاوے ہر یک عشق کا سلسلہ

دسیں بھویں پر موج ہر رود کا　　پینے خضر جوں زرہ داود کا

جھیاں رقص کر تیاں بھنیا جوں مل　　کتے جن بجاوے جو تال ہور منڈل

دھرے ہر مچھی واں کی ایسا ہنر — کولاٹی کریں کیا کولاٹ اس اپر

دِکھت خوش ادا اس مچھاں کا سکل ۱۵۰۰ گگن کی مچھی او گئی ہے نکل

تِریں جل میں خوشحال گردن فراز — بغولے بدق او لیا ہور قاز

اتھے کئی پرندہ جو واں سر بسر — کہ جوں حلہ پوشاں ہیں کوثر اپر

کہے توں درختاں کوں اس جل سنگات — کہ او خضر ہور یو ہے آب حیات

عجب خوش لگے جھاڑ چشمے اپر — سو آواز مرغاں کا شاخاں اپر

جتے مرغ رنگاں سوں خوش رنگ تھے — ادایں گلے سب کے جوں چنگ تھے

ہرے لال مرغاں سوں سب شاخسار — دسیں سبز ہور سرخ جوں نو بہار

ہر یک شاخ پر مرغ کئی خوشنما — رہے تھے خوش آواز ہو کر ہما

خوش الحان مرغاں کے تھے بے حساب — زیلاں کھو ہور انکے چنگ و رباب

سو مینا ٹوری و کبک دری — بھی نوری سوں مل فاختے صرصری

کریں گل پو بلبل ثنا بے شمار ۱۵۱۰ ہزاراں پڑیں داستاں کئی ہزار

سو مھوراں لگے ناچنے دیک مور — پپیہ کرے پیو پیو اس سمور

خوش آواز قمریاں کیاں آشکار — رٹھیاں کوک تیاں کویلاں رٹھار

خوشیاں کر اپس دلبیں ہر یار کا — ہنسے ہنس ہنسا دیک گلزار کا

خوش آواز قمریاں ہیں درّاج کا   بدھاوا اتھا باغ کے کاج کا

عجب باغ سرسبز تھا سر بسر   فراخی منے جائے جاں لگ نظر

اتھا ہر چمن اس میں کئی کوس کا   توں بولے نمونہ تھا فردوس کا

اچھے کیوں نہ یوں جلوہ گر او چمن   کہ عاشق کے آرام کا تھا وطن

نظر ہور دل کوں سو بخشے شرف   کیا باغ میں سیر میں ہر طرف

یکایک واں دیکھا ہی یک مرد پیر   جو بیٹھے تھے قبلے طرف سٹ حصیر

دسے مکھ تجلی سوں سورج منن ۔۱۵۲۰   سکل بال اجلے دسیں جوں کرن

سراپا تھا سبز اس کا لباس   محبّت دسے ان میں ات بے قیاس

دسے سبز کسوت میں انکے سو تاب   فلک سبز میں جوں دسے آفتاب

توجہ رکُ انسوں اپس کا تمام   انگے جا ادب سوں کیا میں سلام

علیکی مجے دے کو او کام گار   کہے اب توں جا آئے منیم انصار

بزاں انکے نزدیک جا با ادب   کیا عرض ان سوں مرا حال سب

جو کئی سال میرے پو یو حال ہے   ہر یک طاس میرے پو کئی سال ہے

یو غم مجہ ہے ڈونگر ہر یک بال پر   ہر یک بال شاہد ہے مجہ حال پر

نہیں بال کانٹے بھرے ہیں یو تن   ہوا تن درختِ مغیلاں منن

اگیٹی ہے سینہ مرا سر بسر ‏ ‏ دھنواں ہے ہر یک بال مجہ تن پر

رگھرے مختاں مجہ پو کئی دمبدم ‏ ‏ ۵۳۰ اکتار نج سوسوں کتا درد و غم

اچھینگے مرے آل و اہل و عیال ‏ ‏ بچھڑنے تے میرے پریشان حال

مرے دلکے میوے مج انکھیاکے نور ‏ ‏ ہوے کئی برس جو نہ مجہ تے دور

ادک اس سبب غم تے من چج رہو ‏ ‏ جو حضرت کے روضے سوں میں دور ہو

کداں ہوئے یارب جو ایسا سبب ‏ ‏ کروں خاک اس سر پو دیدیاں میں اب

یو سن حال او پیر فرخندہ ذات ‏ ‏ دئے جاب یوں مجہ دلاسے کی بات

کہ توں کچ نکو اچہ پریشان حال ‏ ‏ ترا گھر ہے نزدیک بانتے انال

ترے گھر کوں میں بیج دیتا ہوں جان ‏ ‏ اپڑنے میں تیرے نکو رک گمان

اول جانوں اس باغ میں سیر کر ‏ ‏ سو میوباں تے توں سیر ہو سر بسر

بزاں بھی سو پھر یا نجہ آتوں سنبھال ‏ ‏ کہ تجہ گھر کوں اپڑایگا ذوالجلال

گیا وانتے اس باغ کے جلد تر ‏ ‏ کتنیک دور اس ڈاٹ جھاڑاں بھتر

کتنیک توڑ میوے تناول کیا ‏ ‏ سو یک پاک چشمے تے پانی پیا

یکا ایک واں یک کنارے رخن ‏ ‏ دکھیا میں جو بیٹھی ہیں یک پیر زن

اتھی پیٹھ خم راست مانند چنگ ‏ ‏ انکھیاں سبز بد شکل ہور زشت رنگ

سیہ رنگ بدشکل اس انگ پر — اتھی کسوت ابریشمیں خوب تر

سو پینی اتھی رنگ بر کئی ہزار — مکلل جواہر سو پستاں سنوار

بھی موتیاں کی تسبیح اپس ہات دھر — پھرانی تھی منکے ثنا بول کر

انگے جا سلام اس کہا میں شتاب — غروری سوں وہ کچھی نہ دے مج جواب

نظر کی حقارت سوں جب مجہ رخن — کہا تب میں غصے سوں اے پیر زن

ترے تے بوڈے لوگ سارے تمام — ادب سات میرا لئے ہیں سلام

کہ توں کون کیا ہے بڑائی تجے — ۱۵۰ کہ ہرگز علیکی نہ دی توں مجے

میں کئی دھات پوچھیا اسے بات ان — نہ دی جاب مجہ کوں سو او پیر زن

ولیکن یک آواز واں آشکار — ہوا یوں کہ ہاں اے تمیم انصار

ہلا کی سوں منگتا ہے شوخی کی بات — یتی تندی کرنا ہے اسکے سنگات

یتی بات کرنے تجے کیا مجال — انا بیگ جا توں اپس کوں سنبھال

سنیا جب میں آواز او ہولناک — ہوا دل مرا ہول تے چاک چاک

ہوا جب اس آواز تے مجہ ہراس — گیا جلد میں پھر کو اس پیر پاس

ادب سات پوچھیا انو سوں سوال — کہا میں کہ اے پیر فرخندہ فال

سوالاں ہیں یک چار مجہ دل اپر — جو اسکے جواباں کہو کھول کر

اول یک جو تم کون ہیں سچ کہو — تمن چھانوں مجھ سر یو دایم رہو
دوجا او جو یو کون ہے پیرزن ۱۵۶۰ — جو بیٹھی ہے اس باغ کے یک رخن
تیجا او جو آواز او ہولناک — سو کس کا انتھا مج کہو صاف پاک
بھی تمنا سوں مج یو ہے چوتھا سوال — جو او کون تھے پیر صاحب جمال
جو بھیجے ہیں مجکوں تمن پاس او — مرے گھر اپڑنے کی دے آس او
سوالاں یو سن پیر ہنسکے شتاب — کہے سن بیاں وار ہر یک جواب
اول مجہ کوں پوچھیا کہ اے نیک ذات — خضر ہوں نگہ بان آب حیات
دوجا سن جو بیٹھی سو او پیرزن — ہے دنیا کی صورت عجب راہ زن
رہے ہے عروسی سوں اپنیں سنوار — عروس ایک داماد جن کئی ہزار
او باناں جو بولے تجے ہانک مار — سو یاجوج ماجوج اسے بار غار
ملے تجہ نے اول جو او مرد پیر — سو الیاس تھے پاک روشن ضمیر
سوالاں کے میرے سنیا خب جواب ۱۵۷۰ — دعا کر کو پوچھیا تب ان کوں شتاب
جو یا نتے مرا گھر کتی دور ہے — کہو مجہ کوں دل غم تے رنجور ہے
کہے گھر کوں یا نتے تج اے نیک نام — جو سو سال کے باٹ ہے والسلام
یو سنکر خبر میں ہوا زار زار — سٹیا ابر تمنے انجو بے شمار

کہے خضر مجہ کوں نکو ڈر اتال — کہ تجہ گھر کوں اپڑ اپگا ذوالجلال
توکر شکر سبحان کا بے عدد — جو لیایا تجے یاں تلک کر مدد
جو کوئی یاں تلک تجکوں لیایا سنبھال — سو بھی تج مدد اوکریگا اتال
ترے دل میں یو بات تحقیق جان — کہ تحقیق تجہ پر ہے حق مہربان
کتینک روز یاں اچھ مرے پاس توں — کہ لاشک ترا پائے گا آس کوں
براں میں کتینک روز واں خضر پاس — رہیا یا علی گھر کی رک دل میں آس
یکائیک یک روز واں ابر ایک — ۵۸۰ اکیا خضر کوں السلام علیک
پچھے تب خضر نے اسے ا ابھال — تجے کاں رضا ہے برسنے اتال
کہا حکم ہے مج مین کے اپر — رضا اس دئے خضر فی الحال پر
بھی یک روز یک ابر آیا امول — کہے اس تجے کاں رضا ہے سو بول
کہا روم پر ہے مجے اب رضا — اسے بھی دئے خضر نے تب رضا
گیا وو انتے او ابر بارے مثال — بھی آیا کتینک دن پچھے یک ابھال
سو تسلیم کر خضر کوں باشرف — کہا حکم ہے مجہ مدینہ طرف
کہے اسکوں تب خضر فرخندہ فال — کہ اپڑا توں اس مرد کوں واں اتال
کہ اس مرد کا ہے مدینے میں ٹھانول — الو کا تمیم الضصاری ہے نانول

بچھڑ گھر تے کئی سال ہیں زار زار　　سو دیکھے ہیں یو سختیاں بے شمار

سو یوں بول کر بھوت تا کبید سات　　دعا کر کو مجہ کوں دئے اسکے ہات

بزاں خضر کے حکم پر او ابھال　　اپس ہیٹ پر لے چلیا مج سنبھال

چلیا جلد کیا کوہ کیا دشت سات　　ہر یک پل میں سو کوس پل سو ہزار

معلق ہوا پر انچھا تیز رو　　سلیمان کے تخت سا جلد رو

پون پر سگا سن میں اس ہو سوار　　تماشے دیکھیا میں ہزاراں ہزار

سو القصہ یک روز میں سیر کر　　مجے لیا اتاریا مدینے بھتر

میں اتریا مدینے میں جب یا علی　　ہوئے مشکلاں سب مرے منجلی

کھلے جیو سوں میرے سکل غم نے بند　　ہوا عیش کوں دل کے میرے انند

خوشی سوں اپس تن میں مایا نہیں　　اپس میں اپی میں سمایا نہیں

میں اپڑیا جو مج گھر کوں آئے شیر نر　　سو احسان ہے خضر کا مج اُپر

مجے خضر سار ہنما حق دیا　　۱۶۰۰　بھی آخر مشرف تمن سوں کیا

ہر یک بال میرا اگر ہوئے زباں　　نکر سک سوں میں شکر حق کا بیاں

جو دکھلا تماشے مجے کئی ہزار　　اپس معرفت کے ہنر بے شمار

سو کئی کئی بلایاں تے رکہ مج جتن　　بھی آخر کوں لیایا مجے مج وطن

تمن پاس اے حیدرِ نیک نام | جو کچھ تھا سو قصہ کیا میں تمام
سنے سر بسر یو جو قصہ عجب | عجب ہور ہے یار اصحاب سب
علی سن یو رنگیں حکایت عیاں | پیمبر پو صلوات پڑ بعد ازاں
کہے راست قصہ ہے یو سربسر | مجے خق خدا کے نبی نے خبر
بزاں ان کوں حمام فرما شتاب | سورج کر کے دوری برق کا حجاب
یو بچھانے بزاں انکوں اصحاب سب | بجا لیائے سب مل کو انکا ادب
ہوا سب یو یوراز جب منجلی | بزاں شاہ مرداں علی و لی
تمیم انصاری پو رحمت کئے | بزاں انکی عورت انو کوں دئے
ہوے شاد تب اہل مجلس تمام | دعا پر کئے ختم سب والسلام
انا ساقیا عشق کا جام لیا | سو او جام نیکو سر انجام لیا
کہ نا مل یو یں سب عزیزاں کے سات | جو ہے بزم خوش دل کے یاراں انگات
بحمد اللہ از حسنِ توفیق رب | ہوا نظم دلخواہ یو ختم سب

ضمیمہ

"قصۂ بے نظیر" یا حضرت تمیم انصاری کی مہمات سے متعلق کئی قصے اور بھی لکھے گئے ہیں، جو نظم اور نثر دونوں پر مشتمل ہیں، اور مختلف مصنفین کے ہیں۔ اِن میں سے مرتب کو جو قصے مل سکے، ان کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(۱) قصۂ تمیم انصاری۔ منظوم۔ جس کا ایک مخطوطہ عالیجناب نواب سالار جنگ بہادر کے کتب خانہ میں محفوظ ہے، ۱۰۹۰ھ کا لکھا ہوا ہے۔ اس کے مصنف کا نام واضح نہیں ہے صرف ذیل کا شعر ہے، جس سے مصنف کے نام کے متعلق کچھ قیاس قائم کیا جاسکتا ہے۔

که عاجز کبیرا ہے کمتر غلام دھرے یاد اللہ محمدؐ کا نام

اس قصے کا آغاز حسب ذیل شعر سے ہوتا ہے۔

صفت میں خدا کا کہوں ابتدا نہ اس باج بھی کوئی دسرا خدا

خاتمے کا شعر یہ ہے۔

یو قصہ کیا ہوں میں تمت تمام محمدؐ نبی پر درود ہور سلام

"قصۂ بے نظیر" میں اور اس قصے میں بعض جزئی واقعات میں اختلافات ہیں۔ مثلاً حضرت تمیم کی بیوی جب خلیفہ کے دربار میں آتی ہے تو بتلایا گیا ہے کہ وہ اپنے دو تین بچوں کو بھی ساتھ لاتی ہے۔ شعری اعتبار سے یہ کوئی اہم کارنامہ نہیں ہے۔

(۲) "قصۂ تمیم انصاری" مصنفہ سید محی الدین قادری جعفری ابن سید شاہ شمس الدین قادری گنگوہی یہ قصہ نثر میں ہے۔ اس میں اور "قصہ بے نظیر" میں واقعات کی حد تک بہت کچھ اختلافات ہیں۔ اس قصے کا مخطوطہ بھی عالیجناب نواب سالار جنگ بہادر کے کتب خانہ میں موجود ہے۔

(۳) قصۂ تمیم انصاری۔ مصنفہ غلام رسول، غلامی، ساکن کھمبایت، منظوم سنہ تصنیف ۱۲۱۸ھ، اس قصے کا ذکر مقدمہ میں آچکا ہے۔